بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 24-25

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

15-22 ذوالحجہ 1446-47 ہجری قمری ❋ 12-19 /احسان 1404 ہجری شمسی ❋ 12-19 /جون 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡحَجُّ اَشۡہُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ

(سورۃ البقرۃ:198)

ترجمہ:: حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 06/جون 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی مرتد نہ ہوا دوسرے نبیوں کے احباب میں ہزاروں ہوتے تھے

بات اصل میں یہ ہے کہ مربی کے قویٰ کا اثر ہوتا ہے

جس قدر مربی قوی التاثیر اور کامل ہوگا، ویسی ہی اس کی تربیت کا اثر مستحکم اور مضبوط ہوگا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو مکہ کے لوگ ایسے تھے جیسے بچہ دودھ پینے کا محتاج ہوتا ہے، گو یا ربوبیت کے محتاج تھے۔ وحشی اور درندوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی طرح دودھ پلا کر ان کی پرورش کی۔ پھر رحمانیت کا پَرتَو کیا۔ وہ سامان دیئے کہ جن میں کوشش کو کوئی دخل نہ تھا۔ قرآن کریم جیسی نعمت اور رسول کریمؐ جیسا نمونہ عطا فرمایا۔ پھر رحیمیت کا ظہور بھی دکھلا یا کہ جو کوششیں کیں ان پر نتیجے مترتب کیے۔ ان کے ایمانوں کو قبول فرمایا اور نصاریٰ کی طرح ضلالت میں نہ پڑنے دیا، بلکہ ثابت قدمی اور استقلال عطا فرمایا۔ کوشش میں یہ برکت ہوتی ہے کہ خدا ثابت قدم کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی مرتد نہ ہوا۔ دوسرے نبیوں کے احباب میں ہزاروں ہوتے تھے۔ حضرت مسیح کے تو ایک ہی دن میں پانسو مرتد ہوگئے اور جن پر بڑا اعتبار اور وثوق تھا، ان میں سے ایک نے تو تیس درہم لے کر پکڑوا دیا اور دوسرے نے تین بار لعنت کی۔

بات اصل میں یہ ہے کہ مربی کے قویٰ کا اثر ہوتا ہے۔ جس قدر مربی قوی التاثیر اور کامل ہوگا، ویسی ہی اس کی تربیت کا اثر مستحکم اور مضبوط ہوگا۔

یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے کامل اور سب سے بڑھ کر ہونے کا ایک اور ثبوت ہے کہ آپ کے تربیت یافتہ گروہ میں وہ استقلال اور رسوخ تھا کہ وہ آپ کے لئے اپنی جان، مال تک دینے سے دریغ نہ کرنے والے میدان میں ثابت ہوئے۔ اور مسیح کے نقص کا یہ بدیہی ثبوت ہے کہ جو جماعت طیار کی، وہی گرفتار کرانے اور جان سے مروانے اور لعنت کرنے والے ثابت ہوئے۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیمیت کا اثر تھا کہ صحابہؓ میں ثباتِ قدم اور استقلال تھا۔ پھر مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ کا عملی ظہور صحابہؓ کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے اُن میں اور اُن کے غیروں میں فرقان رکھ دیا۔ یا جو معرفت اور خدا کی محبت دنیا میں اُن کو دی گئی یہ اُن کی دنیا میں جزا تھی۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 71 تا 72، ایڈیشن 2018، قادیان)

مومن اپنے سب سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی کانوں، آنکھوں، منہ اور اپنی شرمگاہوں کی بھی نہ غیبت سنتے ہیں نہ دوسروں کے اموال کو لالچ سے دیکھتے ہیں اور نہ بدکاری کرتے ہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج کی آیات 6 اور 7 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پھر مومن اس سے بھی آگے ترقی کرتے ہیں اور اُس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ اپنے سب سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی کانوں، آنکھوں، منہ اور اپنی شرمگاہوں کی بھی۔ نہ غیبت سنتے ہیں نہ دوسروں کے اموال کو لالچ سے دیکھتے ہیں اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔ ہاں اپنی بیویوں سے تعلق رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح ایسی عورتوں سے جن کے اُنکے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ ایسے لوگوں پر مذہبی لحاظ سے کوئی ملامت نہیں۔

”داہنے ہاتھ مالک ہوئے“ کی تشریح کے بارہ میں یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ تو اس میں نوکرانیوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں اور بعض اُن لونڈیوں کو بھی جو چھاپہ مار کر کسی کمزور قوم کے اندر سے زبردستی اغوا کر لی جاتی ہیں اور پھر فروخت کر دی جاتی ہیں اور بعض لوگ ان الفاظ کے یہ معنے لیتے ہیں کہ جو عورتیں جہاد میں حاصل ہوں وہ بغیر نکاح کے گھروں میں رکھنی جائز ہیں لیکن یہ سب معنے غلط ہیں۔ قرآن کریم میں اور احادیث میں نوکروں اور غلاموں کا الگ الگ ذکر ہے۔ اس لئے نوکر اس میں شامل نہیں۔ اور غلاموں کے متعلق قرآن کریم صاف طور پر فرماتا ہے کہ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗۤ اَسۡرٰی حَتّٰی یُثۡخِنَ فِی الۡاَرۡضِ یعنی کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی پُرامن قوم میں سے مرد جنگی قیدی یا عورت جنگی قیدی زبردستی پکڑ لائے جب تک کہ اُس کے اور اسکے دشمنوں کے درمیان خونریز جنگ نہ ہولے۔ یعنی یونہی کسی قوم میں سے جو جنگ نہ کر رہی ہو قیدی پکڑنے جائز نہیں جیسا کہ سینکڑوں سال سے حجاز کے لوگ حبشہ سے غلام پکڑ لاتے ہیں یا جیسا کہ گذشتہ صدیوں میں عراق کے لوگ ایران سے یا روم سے یا یونان سے یا اٹلی کے جزیزوں سے غلام پکڑ کر لے آتے تھے۔ ایسی غلامی اسلام میں جائز نہیں۔ صرف جنگی قیدی پکڑنے جائز ہیں اور جنگی قیدی پکڑنے بھی صرف اس وقت جائز ہیں جبکہ دشمن سے باقاعدہ جنگ ہو جائے اور

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کوئی شخص جسے ظلم کی کسی بات پر گواہ ٹھہرایا جائے تو گواہ نہ بنے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میری ماں نے میرے باپ سے کہا کہ نعمان کیلئے اپنے مال سے کچھ ہبہ کردیں (وہ نہ مانے) پھر انہیں خیال آیا اور انہوں نے میرے لئے ہبہ کردیا۔ میری ماں نے کہا: میں خوش نہ ہوں گی جب تک تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ نہ ٹھہراؤ گے تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اُس وقت بچہ ہی تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مجھے لے گئے اور کہا: اس کی ماں نے جو رواحہ کی بیٹی ہیں مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے لئے ہبہ کردوں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا اس کے سوا تمہاری اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (نعمان) کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: مجھے ظلم کی بات پر گواہ نہ ٹھہراؤ۔ اور ابوحریز نے شعبی سے یوں نقل کیا: میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا۔

(صحیح البخاری، جلد 4، کتاب الشھادات)

❋❋❋❋

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 23/ مئی 2025 (مکمل متن)

حضور انور کے بصیرت افروز جوابات (قسط 88)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

تذکارِ مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ جلسہ سالانہ برازیل

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

نماز جنازہ حاضر وغائب، ذکر خیر

وصایا

اعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس میں یہ ذکر ہو کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد لازمی طور پر تمام مقتدیوں کے ساتھ مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے
نماز کے بعد بالالتزام ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت نہیں

اگر کوئی شخص ذوق اور حضورِ قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز بے شک دعائیں کرے، ہم منع نہیں کرتے
ہم تقدیم، نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے

بعض لوگ نماز تو جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں اور بعد نماز ہاتھ اٹھا کر لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں،
اس کی مثال ایسی ہے کہ جب سامنے کھڑا ہوا اس وقت مانگتا نہیں، جب باہر آ جائے تو پھر دروازہ جا کھٹکانے لگے

نماز کے اندر اپنی زبان میں دُعا مانگنی چاہیے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے
آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں، جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے، پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں، یہ بدعت ہے

نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دُعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں، نماز خود دعا ہے
دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دُعائیں مانگنی چاہئیں

اگر کوئی نماز کے بعد یہ کہے کہ میں سفر پر جا رہا ہوں، اس لیے آئیں ہاتھ اٹھا کر دعا کر لیں تو یہ سب وقتی باتیں ہیں اور ایسے مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کر لینا گناہ نہیں
لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر باقاعدگی کے ساتھ دعا کرنا نہ آپؑ کا تعامل تھا اور نہ ہی التزام
اس لیے ہم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتے اور نہ ہی ایسا کرنا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخر میں اس کی مناہی فرما دی
اس لیے اس طریق پر اگر کوئی دعا کرے گا تو وہ ناپسندیدہ فعل ہوگا اور منع ہے، لہٰذا احباب جماعت کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

حضور انور کے بصیرت افروز جوابات (قسط 88)

سوال: یو کے سے ایک دوست نے کینیڈا میں ہونیوالی ایک مجلس سوال و جواب میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنیکے بارے میں محترم مفتیٔ سلسلہ صاحب کی طرف سے دیے جانیوالے جواب کی نقل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھجوا کر حضور انور سے راہنمائی چاہی کہ اس جواب سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ہم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسئلے کے بارے ایک تفصیلی نوٹ تیار کروا کر 5 ستمبر 2024ء کو کینیڈا کے احمدیہ گزٹ میں اشاعت کے لیے بھجوایا۔ اس میں حضور انور نے فرمایا:

جواب: کینیڈا میں ہونے والی ایک مجلس سوال و جواب میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے میں محترم مفتی صاحب نے ایک مختصر جواب دیا تھا، جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا درست ہے۔ کیونکہ آج کل غیر احمدیوں کی ایک بھاری تعداد خاص طور پر حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جبکہ عرب ممالک میں اس کا کوئی خاص رواج نہیں ہے۔ تاہم اس بارے میں درست تعلیم احباب جماعت تک پہنچانے کے لیے ذیل میں کچھ حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نماز کے آغاز اور اختتام کے بارے میں فرماتے ہیں: وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔ (سنن ترمذی کتاب الطھارۃ بَابُ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ) یعنی اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اور سلام کہنے پر نماز ختم ہو جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد عموماً سنتیں اور نوافل گھر جا کر ادا فرمایا کرتے تھے لیکن گھر جانے سے پہلے فرضوں کی ادائیگی کے بعد آپ استغفار اور بعض دیگر مسنون دعائیں پڑھتے تھے۔ نیز صحابہؓ کو بھی آپ نے نماز کے بعد بعض دعائیں پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ لیکن ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس میں یہ ذکر ہو کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد لازمی طور پر تمام مقتدیوں کے ساتھ مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے۔ البتہ بعض خاص مواقع پر آنحضور ﷺ نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اسلام کی خدمت اور اس کی تجدید کے لیے مبعوث ہونے والے آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مواقع پر اس بابت ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں جو بھی دعا کرنی ہو وہ نماز کے اندر کرنی چاہیے۔ نیز یہ کہ نماز کے بعد بالالتزام ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانویؓ کے فرزند حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانویؓ بیان کرتے ہیں: خدا کی مہربانی سے مجھے وہ وقت یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ ہم خدام بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جبکہ حضور نے نماز کے اندر دعا کرنے کے متعلق تقریر فرمائی۔ جس کا مطلب میری عبارت میں یہ ہے کہ یہ رسم پڑگئی ہے کہ نماز کے اندر دعا نہیں کرتے۔ نماز کو بطور رسم و عادت جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ اور جب سلام پھیر چکتے ہیں تو لمبی لمبی دعائیں بڑی تضرع سے مانگتے ہیں۔ حالانکہ نماز کے اندر دعا چاہیے۔ نماز خود دعا ہے۔ نماز اس لیے ہے کہ بندہ اس میں اپنے رب سے دین و دنیا کے حسنات طلب کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو اپنی کوئی حاجت پیش نہ کی اور جب دربار سے رخصت ہو کر باہر آئے تو درخواست کرنی شروع کر دی۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نماز پنجگانہ کی جماعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر سے پہلے برابر پانچ وقت کی جماعت کے بعد بالالتزام ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی تھی۔ امام نماز حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ۔ حضرت اقدس۔ سب مقتدی نماز فرض کا سلام پھیر کر ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ مجھے اس طریق پر سب کا مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا یاد ہے۔ کیونکہ میں بھی سب کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتا تھا۔ اس تمام تقریر میں حضرت اقدس نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یا آئندہ ایسا نہ کیا کریں۔ لیکن حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے جس وقت حضورؑ کی یہ تقریر سنی اسکے بعد نماز کے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی چھوڑ دی۔ اور اس وقت سے یہی طریق جاری ہے۔

(افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم صفحہ 495-494 مطبوعہ نقوش پریس لاہور)

حضرت مولوی سید محمود شاہ صاحبؓ نے جو سہارنپور سے آئے تھے، حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہم لوگ عموماً نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں لیکن یہاں قادیان میں ایسا نہیں ہوتا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مفصل تقریر فرمائی۔ جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حقیقت تو یہ ہے کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اللہ تعالیٰ نے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے دی تھی کہ تو غم نہ کر ایک دن میں واپس تجھے اس جگہ لے کر آؤں گا

محققین کے نزدیک قرآن کریم کی یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبر دی اور ویسا ہی رونما ہوا جیسا کہ آپؐ نے خبر دی تھی

اگر تمام اسلامی غزوات پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے اندر ایک حکیمانہ رنگ رکھتی تھیں بالخصوص فتح مکہ سے پہلے جس قدر جنگیں ہوئیں ان سب کا مقصد صرف یہی تھا کہ فتح مکہ کا راستہ صاف کیا جائے

غزوۂ فتح مکہ کے تناظر میں سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پرور بیان

مکرم ڈاکٹر شیخ محمد محمود صاحب شہید کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

اللہ تعالیٰ جلد اب ان دہشتگردوں کی پکڑ کے سامان کرے اور ملک کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ان نام نہاد مذہبی لوگوں سے جو حقیقت میں دہشت گرد ہیں اور مذہب کے نام پر دہشت گردی کر رہے ہیں اب چھٹکارا حاصل کیا جائے ہماری فریادیں تو اللہ تعالیٰ کے آگے ہیں اور اس کا پورا حق ہمیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 مئی 2025ء بمطابق 23 ہجرت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں مَیں نے ایک مسلمان کا ایک شخص کے سلام کہنے کے باوجود اسے قتل کرنے کا ذکر کیا تھا اور اس حوالہ سے سورۂ نساء کی آیت 95 بھی پڑھی تھی جس میں یہ ذکر ہے کہ اگر تمہیں کوئی سلام کہے تو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اس کی مزید تفصیل وہاں بیان نہیں ہوئی تھی۔ تفصیل میں یہی ہے جیسا کہ میں نے ضمناً ذکر بھی کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روکا لیکن یہ بھی ذکر ہے کہ آپؐ نے انتہائی غصہ کا اظہار کیا اور اسے اپنے سے دور کر دیا بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اس کے خلاف دعا کی۔ بہرحال آپ کو اس کا کافی رنج تھا۔ کیونکہ اس مقتول کے قصاص کا معاملہ لواحقین کی طرف سے غزوۂ حنین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تھا اس لیے اس کی تفصیل اس موقع پر بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑا گھناؤنا جرم قرار دیا تھا۔

کاش کہ پاکستان میں آجکل کے جو نام نہاد مُلّاں ہیں، دین کے ٹھیکیدار لوگ انہیں بھی سمجھ آ جائے اور وہ احمدیوں پر جو ظلم کر رہے ہیں اس سے باز آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچیں۔

بہرحال اب اسی حوالے سے غزوات کے جو ذکر ہو رہے ہیں تو غزوۂ فتح مکہ کا ذکر کروں گا جو 8 ہجری میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کو فتحِ عظیم بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ رمضان 8 ہجری میں ہوا جیسا کہ میں نے کہا۔ یہ وہ عظیم الشان فتح ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے پہلے سے دے دی تھی اور اس کے نتیجہ میں جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

(ماخوذ از شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 386 دار الکتب العلمیة بیروت)

(ماخوذ از سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 200 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کی بشارت قرآن کریم کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی اسرائیل: 81) یعنی تو کہہ دے میرے رب! مجھے اس شہر یعنی مکہ میں نیک طور پر داخل کیجیو یعنی ہجرت کے بعد فتح اور غلبہ دے کر اور اس شہر سے خیریت سے ہی نکالیو یعنی ہجرت کے وقت اور خود اپنے پاس سے مجھے غلبہ اور مدد کے سامان بھجوائیو۔ یہ وہ آیت ہے جو ہجرت سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل میں آپؐ پر نازل ہوئی تھی اور جس میں ہجرت اور پھر فتح مکہ کی خبر دی گئی تھی۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 346)

سورۂ فتح میں فتح مکہ کی بشارت یوں بیان ہوئی ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح: 19) یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے وہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر سکینت اتاری اور ایک فتح عطا کی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اللہ تعالیٰ نے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے دی تھی کہ تو غم نہ کر ایک دن میں واپس تجھے اس جگہ لے کر آؤں گا۔

چنانچہ ہجرت کے دوران یہ آیت نازل ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ (القصص: 86) یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک وقت واپس آنے کی جگہ پر واپس لے آئے گا۔ امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں مَعَاد واپس آنے کی جگہ سے مراد مکہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد فتح کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کی طرف واپس آنا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہجرت کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے محبت کا اظہار کیا تو حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے وطن اور جائے پیدائش کی رغبت رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ تو جبرائیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ۔ یقیناً وہ ذات جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔ یعنی قریش پر غلبہ عطا کر کے مکہ کی طرف لوٹائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں موجود تھے۔ پھر اسے چھوڑ دیا اور پھر وہاں لوٹ کر آئے اور یہ بات مکہ کے سوا کسی اَور جگہ پر موزوں نہیں ہو سکتی۔

محققین کے نزدیک قرآن کریم کی یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبر دی اور ویسا ہی رونما ہوا جیسا کہ آپؐ نے خبر دی تھی۔

(ماخوذ از التفسیر الکبیر رازی جلد 13 جزء 25 صفحہ 19 دار الکتب العلمیة بیروت)

قرآن کریم میں ایک اور جگہ بھی مکہ کے فتح ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمانوں کو گویا ایک یاددہانی بھی کروائی گئی ہے کہ دیکھو! جہاں کہیں بھی جاؤ یہ نہ بھولنا کہ آخر مکہ فتح ہوگا اور تمہیں اس کے لیے کوشش محنت اور دعائیں بھی کرنی ہوں گی اور اس قرآنی پیشگوئی کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی تک کی گویا تمام جنگوں اور عسکری مہمات کا ایک مقصد و محور مکہ کی فتح بھی تھا۔

چنانچہ اس عظیم قرآنی پیشگوئی وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ: 150) جو سورہ بقرہ کی آیت ہے، کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ''وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ کے معنی مفسرین نے یہ کیے ہیں کہ تم جہاں کہیں بھی ہو ہر حالت میں اپنا قبلہ مسجد حرام کو ہی رکھو اور

اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ پہلے حکم سے یہ خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید یہ قبلہ صرف مدینہ والوں کے لیے ہی ہو باقی لوگوں کے لیے نہ ہو اس لیے خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ تم جہاں کہیں سے بھی نکلو اپنے منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔‘‘ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواہ اس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہو خواہ تمام مسلمانوں کو اس کے معنی قبلہ کی طرف منہ کرنے کے ہو ہی نہیں سکتے۔ اول تو اس لیے کہ وہ نمازیں جو کسی شہر یا گاؤں میں رہتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں شہر سے نکلتے وقت کی نمازوں سے بالعموم زیادہ ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں حکم وہ دینا چاہیے تھا جس کا زیادہ نمازوں پر اطلاق ہوسکتا نہ کہ ایسا حکم دیا جاتا جس پر عمل کرنے کا امکان سفر کی حالت میں بہت ہی کم ہوتا ہے۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص شہر سے دس بجے صبح نکلے یا عصر اور مغرب کے درمیان نکلے یا آدھی رات کے وقت نکلے اور یہ سارے کے سارے اوقات ایسے ہیں جن میں نماز کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ان حالات میں وَمِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کا حکم بے معنی بن جاتا ہے کیونکہ کسی شہر سے نکلتے وقت شاذ ہی نماز کا موقعہ ہوتا ہے۔ بالعموم یا تو انسان اس وقت نماز ادا کر چکا ہوتا ہے یا اگر ادا کرنی ہوتی ہے تو کچھ دیر کے بعد بھی وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ بہرحال خروج کے ساتھ نماز کا تعلق نہیں۔ پھر ان معنوں کو اس صورت میں بھی درست تسلیم کیا جا سکتا تھا جب کوئی نماز خروج کے وقت سے بھی خاص طور پر تعلق رکھتی لیکن سب لوگ جانتے ہیں کہ کوئی نماز خروج کے وقت سے تعلق نہیں رکھتی۔ ایسی صورت میں اس آیت کو بارادہ سفر گھر سے نکلنے پر چسپاں کرنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ مزید دلیل اس بات کی کہ مِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ سے مراد نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا نہیں یہ ہے کہ سفر کی حالت میں تو بعض دفعہ جہت کا سوال بھی اڑ جاتا ہے اور جدھر منہ ہو ادھر ہی نماز ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب انسان سواری سے اتر نہ سکے تو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہی ثابت ہے کہ اس وقت اس کا جدھر منہ ہو جائے ادھر ہی نماز جائز ہے۔‘‘ سفر میں اگر نماز پڑھ رہا ہے تو جدھر منہ ہے ادھر نماز جائز ہے۔’’ چاہے قبلہ کی طرف منہ ہو یا کسی اَور طرف۔ اس وقت جہت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ مشرق مغرب شمال جنوب سب ایک جیسے ہوتے ہیں صرف قلبی توجہ خانہ کعبہ کی طرف ہونی ضروری ہے۔‘‘ نماز پڑھتے ہوئے صرف یہ خیال ہو کہ میری توجہ خانہ کعبہ کی طرف ہے۔’’...... آجکل جب انسان ریل گاڑی میں بیٹھا ہوتا ہے تو اس وقت بھی جہت کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی کیونکہ گاڑی کبھی شمال کی طرف کبھی جنوب کی طرف کبھی مشرق کی طرف اور کبھی مغرب کی طرف مڑتی اور چکر کھاتی رہتی ہے۔‘‘ اسی طرح جہازوں کے سفر میں جو لمبے سفر ہیں وہ بھی ہم دیکھتے ہیں۔’’ لیکن اس کے باوجود جو شخص اس میں بیٹھا نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اگر مفسرین کے معنوں کو درست سمجھا جائے تو اس حکم پر نہ سوار عمل کر سکتا ہے اور نہ ریل گاڑی پر بیٹھنے والا عمل کر سکتا ہے۔ پس جب خروج میں جہت کی تخصیص بھی قائم نہیں رہتی تو پھر اس آیت سے یہ مراد لینا کہ جہاں کہیں سے بھی تم نکلو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو کیسے درست ہوسکتا ہے؟

پھر یہ معنی اس لیے بھی درست نہیں کہ اس آیت کے لفظی معنی یہ بنتے ہیں کہ تم جہاں سے بھی نکلو اپنے منہ مسجد حرام کی طرف کرلو یا جہاں سے بھی تُو نکلے تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لے۔ اب یہ تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ چلتے وقت نماز نہیں پڑھی جا سکتی بلکہ نماز ٹھہر کر ہی پڑھی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر اس آیت کے یہ الفاظ ہوتے کہ حَیۡثُ مَا کُنۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ تُو جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لے تب تو یہ معنی صحیح ہو سکتے تھے۔’’ تُو جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لے تب تو یہ معنی صحیح ہو سکتے تھے ’’لیکن یہاں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ مِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ۔ یعنی اے محمد رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اے مسلمانو! جہاں سے بھی تم نکلو تم اپنے منہ مسجد حرام کی طرف کرلو۔ اب یہ صاف بات ہے کہ نماز نکلتے وقت نہیں پڑھی جاتی بلکہ کسی جگہ ہوتے ہوئے نماز پڑھی جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں نماز پڑھنے کے معنی کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اگر نماز اور خروج کا کوئی تعلق تسلیم نہ کیا جائے تو پھر تکرار لازم آتا ہے حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔ انہیں قرآن مجید میں تکرار صرف اس لیے نظر آتا ہے کہ وہ قرآن کریم کے صحیح مطالب اور مضامین کے باہمی ربط کو نہیں سمجھ سکے۔ انہیں جہاں بھی کوئی اعتراض نظر آتا ہے فوراً ناسخ و منسوخ کی بحث شروع کر دیتے ہیں اور ایک آیت کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دے کر اعتراض سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کے جو حقائق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو بتائے ہیں اگر ان کو مدنظر رکھا جائے تو نہ قرآن کریم میں کوئی تکرار نظر آ سکتا ہے اور نہ کسی آیت کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ مکرمہ سے نکالا گیا اس وقت دشمنانِ اسلام کو یہ اعتراض کرنے کا موقعہ ملا کہ جب آپؐ دعائے ابراہیمی کے موعود تھے اور خانہ کعبہ کے ساتھ آپؐ کا تعلق تھا تو‘‘ سوال یہ ہے کہ ’’آپؐ کو مکہ سے کیوں نکال دیا گیا۔ جب آپؐ کو مکہ سے نکال دیا گیا ہے تو آپؐ دعائے ابراہیمی کے کس طرح مصداق ہو سکتے ہیں؟ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارا مکہ سے یہ نکلنا عارضی ہے۔ ہم تم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ تمہیں یہ موقعہ دیں گے اور تم مکہ پر قابض ہو جاؤ گے لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کے مؤمن بندوں سے یہ وعدے ہوتے ہیں وہاں وہ ان سے یہ بھی امید کرتا ہے کہ وہ اس وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ نہیں کہ خدا ان سے وعدہ کرے اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور وہ اس وعدے کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں اور یہ سمجھ لیں کہ جب خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے تو وہ اسے خود پورا کرے۔ ہمیں اس کے پورا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟‘‘ لوگ یہ سوچنے لگ جائیں۔’’ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ اسے کنعان کا ملک دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ جب وہ ملک سامنے آ گیا تو آپ نے اپنی قوم سے کہا جاؤ اور لڑائی کر کے اس ملک پر قبضہ کرلو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے غلطی سے یہ خیال کرلیا کہ خدا تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں دینے کا وعدہ کیا ہے اس لیے وہ خود ہی اس وعدے کو پورا کرے گا اور یہ ملک ہمارے قبضہ میں دے دے گا۔ ہم نے اگر اس ملک کو فتح کیا تو پھر وعدے کا کیا فائدہ ہوا۔ وعدہ تو خدا نے کیا ہے اس لیے وہ اسے خود پورا کرے۔ ہمیں اس کے لیے کسی قسم کی کوشش کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ...... اے موسیٰ! تُو ہم سے کہا کرتا تھا کہ یہ ملک خدا تعالیٰ تمہیں دے دے گا۔ اب تمام ذمہ داری تجھ پر ہے یا تیرے خدا پر۔ ہم نے اگر ملک فتح کیا تو پھر تیرے اور تیرے خدا کے وعدوں کا کیا فائدہ؟ چونکہ تو ہمیں بتایا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ یہ ملک ہمیں ضرور ملے گا اس لیے اب تُو اور تیرا رب دونو جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھیں گے۔‘‘ ہم کچھ نہیں کریں گے۔’’ جب تم ملک فتح کر کے ہمیں دے دو گے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اب بظاہر ان کا کہنا درست معلوم ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تمہیں فلاں چیز دوں گا اور وہ اس سے آ کر وہ چیز مانگے اور وہ آگے سے کہہ دے کہ جاؤ بازار سے خرید لو تو سارے لوگ یہی کہیں گے کہ اگر اس نے وہ چیز بازار سے ہی خریدنی تھی تو پھر اس کے ساتھ وعدہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پس بظاہر یہ بات معقول نظر آتی ہے لیکن الٰہی سلسلوں میں یہ اول درجے کی غیر معقول بات ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی تعریف نہیں کی اس نے یہ نہیں کہا کہ تمہیں لڑنے کی ضرورت نہیں یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم یہ ملک لے کر تمہیں دیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم نے ہماری ہتک کی ہے اس لیے تمہیں اس ملک سے محروم کیا جاتا ہے جاؤ چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے پھرو۔ تم اس ملک کے وارث نہیں بن سکتے۔ تمہاری نئی نسل اس ملک کی وارث ہوگی...... کیونکہ تم نے ہماری ہتک کی ہے۔ تو دیکھو یہ چیز انسانی لحاظ سے تو درست اور معقول کہلا سکتی ہے لیکن الٰہی سلسلہ کے لحاظ سے نہایت ہی غیر معقول ہے اور انسان کو عذاب کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان وعدہ کرتا ہے تو اسے تغیرات سماوی اور تغیرات ارضی پر اختیار نہیں ہوتا‘‘ یعنی آسمانی اور زمینی تغیرات جو ہیں ان پہ اختیار نہیں ہوتا’’ اس لیے جب وہ وعدہ کرتا ہے تو ایسی چیز کا کرتا ہے جو اس کے اختیار میں ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدہ ہوگا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اگرچہ اس چیز کا حصول تمہارے لیے ناممکن ہے مگر یہ تمہیں ہماری مدد سے حاصل ہو جائے گی۔

وہ قوم جو فرعون کی سینکڑوں سال تک غلام رہی۔ اس کے لیے اینٹیں بناتی رہی۔ لکڑیاں کاٹتی رہی اور ذلیل سے ذلیل کام کرتی رہی وہ اتنے بڑے عظیم الشان ملک پر جس پر عاد قوم حکمران تھی کیسے قبضہ کرسکتی تھی؟ اسے یہ ملک مل جانا آسان نہیں تھا لیکن خدا نے کہا کہ گو یہ ملک حاصل کرنا تمہیں ناممکن نظر آتا ہے لیکن ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم یہ ملک تمہیں دیں گے اور تم یہ ملک ہماری مدد سے حاصل کرلو گے۔ پس خدا تعالیٰ کے وعدے کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے کہ چونکہ اس نے وعدہ کر دیا ہے اس لیے بندے کو کوشش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم اس چیز کو حاصل کرنے کے لیے تدبیر اختیار کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے وعدے اور رنگ کے ہوتے ہیں اور بندے کے وعدے اَور رنگ کے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وہ وعدے جن میں تدبیر شامل ہوتی ہے بندے کو ان میں دخل دینا پڑتا ہے اور ان کو پورا کرنے کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اگر بندہ ان میں دخل نہیں دے گا اور ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا لیکن بندے کے وعدہ میں یہ نہیں ہوتا۔ بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہارے لیے خدا کی تقدیر بدل دوں گا کیونکہ وہ اس کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اگر وہ ایسا کہے گا تو‘‘ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ’’ہم اس سے پوچھیں گے کہ تم تقدیر کو بدلنے والے کون ہو؟ لیکن خدا تعالیٰ یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے‘‘ اگر میرے حکم کے مطابق تدبیر کرو گے ’’تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اپنی تقدیر کو بدل دوں گا کیونکہ تقدیر ایسی چیز ہے جو اس کے قبضہ میں ہے اور وہ جب چاہے اسے بدل سکتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کا وعدہ دیا گیا تو ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ کہا گیا کہ اے مسلمانو! تم موسیٰؑ کی قوم کی طرح یہ نہ سمجھ لینا کہ خدا نے مکہ دے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ خود اسے پورا کرے گا۔ ہمیں اس کے لیے تدبیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ تمہیں بھی اس کے پورا کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

خدائی وعدے کے یہ معنی ہیں کہ تم کمزور ہو۔ اگر تم کمزور نہ ہوتے تو تم مکہ کو چھوڑ کر کیوں آتے۔ مکہ کو چھوڑنے کے معنی ہی یہ تھے کہ تم کمزور ہو اور تمہارا دشمن مضبوط ہے اور طاقتور ہے لیکن خدا تعالیٰ تمہیں طاقت دے گا اور تم دشمن سے مکہ چھین لوگے۔ پس وَمِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کے معنی یہ ہوئے کہ

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:154)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

تم جہاں سے بھی نکلو یا جس جگہ سے بھی نکلو تمہارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے مکہ فتح کرنا ہے پھر خروج کے معنی...... لشکر کشی کے بھی ہوتے ہیں۔ اس صورت میں آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ تم جہاں بھی لشکر کشی کرو، کسی جگہ بھی لڑائی کے لیے جاؤ۔ چاہے تم مشرق کی طرف نکلو یا جنوب کی طرف نکلو۔ مغرب کی طرف نکلو یا شمال کی طرف نکلو۔ تمہارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ تمہارا یہ خروج فتح مکہ کی بنیاد قائم کرنے والا ہو۔ مثلاً تم اگر جنوب کی طرف دشمن پر حملہ کرنا چاہو لیکن تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس کے ملک کے مغرب کی طرف اس کے دوست موجود ہیں اور اس کے متعلق یہ شبہ ہے کہ وہ کہیں پیچھے سے حملہ نہ کر دیں اور تم پہلے مغرب کی طرف حملہ کر کے ان کو صاف کر لو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ مغرب کی طرف حملہ اصل میں جنوب کے حملے کا پیش خیمہ ہے۔ اسی طرح اگر اس قوم کے ساتھی شمال میں بستے ہوں اور پہلے تم ان پر حملہ کرو تو تمہارا یہ حملہ اصل میں جنوب پر ہی ہوگا کیونکہ اصل مقصد تمہارا جنوب کے دشمن پر حملہ کرنا ہوگا۔ اسی اصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم کسی قوم، کسی ملک اور کسی علاقے پر چڑھائی کرو تمہارا رخ مکہ کی طرف ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھوں پر فتح کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ رنگ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے اور آپ کی سب لڑائیوں کا مقصد اعلیٰ فتح مکہ ہی تھا۔ جس جنگ میں آپ یہ مقصد فوت ہوتا دیکھتے یا جس قوم کے متعلق آپ محسوس فرماتے کہ اس سے جنگ کرنے کے نتیجہ میں فتح مکہ میں تاخیر ہو جائے گی وہاں باوجود اکسائے جانے کے آپ خاموشی اور چشم پوشی اختیار فرماتے۔ چنانچہ کئی قومیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لیے اٹھیں اور انہوں نے چھیڑ چھاڑ بھی کی مگر آپ ہمیشہ اِغماض سے کام لیتے رہے لیکن جب کوئی ایسی قوم کھڑی ہوئی جس کو شکست دینے سے فتح مکہ قریب ہو سکتی تھی تو اس کے ساتھ آپؐ نے ضرور جنگ کی۔

اگر تمام اسلامی غزوات پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے اندر ایک حکیمانہ رنگ رکھتی تھیں۔ بالخصوص فتح مکہ سے پہلے جس قدر جنگیں ہوئیں ان سب کا مقصد صرف یہی تھا کہ فتح مکہ کا راستہ صاف کیا جائے۔

اگر اس آیت کے یہ معنی ہوتے کہ تم جہاں سے بھی نکلو قبلہ کی طرف اپنا منہ کرو تو جیسا کہ بتایا جا چکا ہے مِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ کے الفاظ اس آیت میں نہ ہوتے بلکہ ان الفاظ کے بجائے یہ الفاظ ہوتے کہ تم جہاں کہیں ہو قبلہ کی طرف اپنا منہ رکھو۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کے لیے جہاں کہیں کے الفاظ ہونے چاہیے تھے نہ یہ کہ تم جہاں سے بھی نکلو قبلہ کی طرف اپنا منہ پھیر دو کیونکہ لوگ کہیں سے نکلتے وقت نمازیں نہیں پڑھا کرتے۔ نکلتے وقت تو لوگ چلا کرتے تھے۔ پس اس آیت کا نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ تم جہاں سے بھی نکلو چاہے تم اس مقام سے نکلو جس کا منہ مشرق کی طرف ہو۔ چاہے اس مقام سے نکلو جس کا منہ مغرب کی طرف ہو۔ چاہے اس مقام سے نکلو جس کا منہ شمال کی طرف ہو۔ چاہے اس مقام سے نکلو جس کا منہ جنوب کی طرف ہو بہر حال تمہارا منہ مکہ کی طرف ہونا چاہیے یعنی تمہاری توجہ اور تمہارا خیال اور تمہارا ذہن صرف اسی بات کی طرف رہنا چاہیے کہ تم نے مکہ فتح کرنا ہے اور وہاں اسلام کو قائم کر کے سارے عرب کو زیر اثر لانا ہے۔

وُجُوۡہ کے معنی توجہات کے بھی ہوتے ہیں...... پس اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ تم نے خانہ کعبہ کو فتح کر کے اسے اسلام کا مرکز بنانا ہے کیونکہ جب تک مکہ میں اسلام پھیل نہیں جاتا، جب تک مکہ مسلمانوں کے ماتحت نہیں آجاتا اس وقت تک باقی تمام عرب مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ پروگرام تھا جو مسلمانوں کا مقرر کیا گیا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ پروگرام ان کی طاقت سے بہت بالا تھا۔ بیشک عرب کی حکومت کوئی منظم حکومت تو نہ تھی مگر وہ طوائف الملوکی بھی نہیں تھی۔ مختلف بادشاہ اس کے ساتھ تعلق رکھتے اور معاہدات وغیرہ کرتے تھے۔ اسی طرح مکہ گو پوری طرح منظم نہ ہو مگر بہر حال وہ ایک ایسے ملک کا دار الحکومت تھا جس کی آبادی پندرہ بیس لاکھ تھی۔ ارد گرد کے تمام قبائل کی نگاہیں اس کی طرف اٹھتی تھیں اور وہ اس کے فیصلوں اور حکموں کو واجب الاطاعت سمجھتے تھے۔ پھر اس زمانے کے لحاظ سے وہ ایک بہت بڑا شہر تھا۔ پندرہ سولہ ہزار اس کی آبادی تھی اور نہ صرف اس کی تمام کی تمام آبادی بلکہ ملک بھر کے پندرہ بیس لاکھ آدمی سب کے سب سپاہی تھے۔ فنونِ جنگ میں بہت بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جنگجو بہادر اور لڑاکے تھے اور مسلمانوں کے لیے ان کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ جس وقت یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس وقت مسلمانوں میں صرف چار پانچ سو سپاہی تھے زیادہ سے زیادہ ہزار سمجھ لو اور عورتوں اور بچوں وغیرہ کو ملا کر ان کی کل تعداد گیارہ بارہ ہزار ہوگی اس سے زیادہ مسلمانوں کی تعداد نہیں تھی اور ان کی جنگی طاقت تو بہر حال نا قابل ذکر تھی مگر ایسی حالت میں جب کہ مسلمان سخت کمزور تھے، جب ان کی تعداد کفار کے مقابلے میں کوئی نسبت ہی نہیں رکھتی تھی، جب ان کے پاس لڑائی کا کوئی سامان نہ تھا اور جب ان کی جنگی طاقت کفار کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی تھی اللہ تعالیٰ تمام کفار کو چیلنج دیتا ہے کہ یہ مسلمان گو تمہیں تھوڑے دکھائی دیتے ہیں تمہیں کمزور اور ناطاقت نظر آتے ہیں مگر یہی مسلمان ایک دن تمہارے ملک کو فتح کریں گے، تمہارے دار الحکومت پر قابض ہوں گے اور وہاں ان کو اس قدر غلبہ میسر آجائے گا کہ یہ اسلام کے احکام کو وہاں جاری کریں گے اور کفر کو عرب کی سرزمین سے بالکل مٹا دیں گے۔ یہ دعویٰ مسلمانوں کی حالت کے لحاظ سے ایک مجنونانہ دعویٰ تھا اور پھر یہ دعویٰ ایسا تھا جو کسی خاص علاقہ سے مخصوص نہیں تھا بلکہ اس دعویٰ کا اثر وسیع سے وسیع تر تھا کیونکہ نہ صرف اس میں مکہ کو فتح کرنے کی پیشگوئی کی گئی تھی، نہ صرف عرب پر غالب آجانے کا اعلان کیا گیا تھا بلکہ عیسائیت کو بھی چیلنج دیا گیا تھا، یہودیت کو بھی چیلنج دیا گیا تھا، مجوسیت کو بھی چیلنج دیا گیا تھا اور بڑے زور سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ان تمام مذاہب کو شکست دے کر اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ یہ دعویٰ ایک مجنونانہ دعویٰ تھا۔ اسی وجہ سے کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو 'نعوذ باللہ' پاگل کہا کرتے تھے اور صحابہؓ کو بھی وہ پاگل سمجھتے تھے کیونکہ وہ ایک ایسا دعویٰ کر رہے تھے جس کے پورا ہونے کے اس مادی دنیا میں انہیں کوئی اسباب نظر نہیں آتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک غیر معمولی کاموں کے لیے ہر انسان کے اندر وہ حالت پیدا نہ ہو جائے جسے بعض حالتوں میں طب میں مانومینیا [Monomania] کہا جاتا ہے' یعنی صرف اور صرف ایک چیز کی طرف توجہ کرنا' جب تک وہ اَور تمام مقاصد کو بھول نہ جائے، جب تک اس کے اندر ہر وقت ایک خلش اور بے تابی نہ پائی جائے اور جب تک غیر معمولی کاموں کے لیے اس کے اندر جنون کا سا رنگ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک ان کاموں میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم باقی تمام مقاصد کو بھول جاؤ اور صرف اس مقصد کو اپنے سامنے رکھو کہ ہم نے مکہ کو اسلام کے لیے فتح کرنا ہے۔ جب تک یہ مرکز اور یہ قلعہ تمہیں حاصل نہیں ہوگا سارے عرب اور پھر ساری دنیا پر تمہیں غلبہ میسر نہیں آسکے گا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں کہا کہ تم جس جگہ سے بھی نکلو اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف رکھو۔ یہ کیوں نہیں کہا کہ تم جس طرف بھی حملہ کرو اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف رکھو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خروج کے وقت ہی یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ہمارا اس حملہ سے کیا مقصد ہے؟ یہ نہیں ہوتا کہ انسان لڑائی تو پہلے شروع کر دے اور اس کا مقصد بعد میں سوچے۔ پس چونکہ یہاں فتح مکہ کے مقصد کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا اس لیے فرمایا کہ تم نکلتے وقت یہ دیکھ لیا کرو کہ ہماری اس جنگ کا اثر فتح مکہ پر کیا پڑے گا؟ اگر وہ جنگ فتح مکہ میں ممد نہ ہو تو اسے چھوڑ دو۔ مگر اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اسلام اپنے پیروؤں کو جارحانہ جنگ کی اجازت دیتا ہے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان آیات کے نزول سے پہلے ہی کفار سے جنگیں شروع ہو چکی تھیں۔ یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس رنگ میں فتح مکہ کی ضرورت باقی نہیں رہنی تھی کیونکہ آپؐ کے بعد مکہ پر کوئی حملہ نہیں ہونا تھا بلکہ اس نے کامل طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں ہی رہنا تھا۔ گویا اس میں آئندہ کے لیے یہ پیشگوئی کر دی کہ مکہ مکرمہ کی دوبارہ جسمانی فتح نہیں ہوگی کیونکہ مکہ کی عظمت قائم کرنے والی ایک فعال جماعت پیدا کر دی جائے گی اور وہ ہمیشہ مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہے گا۔" (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 11 تا 18 ایڈیشن 2022ء)

یہ تفسیر اور تمہید اس لیے ضروری تھی کہ آئندہ آگے فتح مکہ کے واقعات کا جو ذکر آنا ہے اس میں بھی اس بیک گراؤنڈ سے اس پس منظر سے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اس وقت میں ایک شہید کا ذکر بھی کروں گا اور نماز کے بعد ان کا جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ڈاکٹر شیخ محمد محمود صاحب ابن شیخ مبشر احمد صاحب دہلوی ہیں۔ سرگودھا کے تھے۔ ان کو معاند احمدیت نے 16 مئی کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ تفصیلات میں لکھا ہے کہ وقوعہ کے روز ڈاکٹر صاحب نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنی فیملی کے ہمراہ فاطمہ ہسپتال سرگودھا جہاں وہ پریکٹس کرتے تھے پہنچے۔ ہسپتال میں داخل ہو کر main استقبال کی جگہ سے گزرتے ہوئے ایمرجنسی کے سامنے کوریڈور میں پہنچ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے کہ وہاں پہلے سے موجود ایک نامعلوم شخص جو آپ کے پیچھے پیچھے آیا اس نے شاپنگ بیگ سے پستول نکال کر پشت سے فائرنگ کر دی۔ انہیں دو گولیاں لگیں جو آر پار ہو گئیں۔ فوری طور پر سول (civil) ہسپتال لے جایا گیا لیکن زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور اسلحہ لہراتے ہوئے ہسپتال کے باہر کھڑے اپنے ساتھی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر فرار ہو گیا۔ شہادت کے وقت مرحوم کی عمر 59 سال تھی۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم بابو اعجاز حسین صاحب کے بھائی حضرت سرفراز حسین صاحب دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کی سعادت پائی تھی۔ بعد میں شہید مرحوم کے پڑدادا مکرم بابو اعجاز حسین صاحب دہلوی نے اپنے بھائی کی وساطت سے بیعت کر لی۔ شہید مرحوم کے پڑدادا بابو اعجاز حسین صاحب اور دادا مکرم بابو نذیر احمد صاحب دونوں کو یکے بعد دیگرے بحیثیت امیر جماعت احمدیہ دہلی خدمت کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم نے ایف سی کالج لاہور سے ایف ایس سی کیا۔ پھر راولپنڈی میڈیکل کالج میں داخلہ لیا اور وہاں سے 1990ء میں ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی اور ایم بی بی ایس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا۔ چار سال سروسز ہسپتال اور جناح ہسپتال لاہور میں جاب کیا۔ 1998ء میں ان کو یہاں سے رائل کالج آف فزیشنز یو کے کی ممبر شپ اور 2021ء میں فیلوشپ کا اعزاز ملا۔ شہید مرحوم 2001ء میں سرگودھا شفٹ ہوئے۔ سرگودھا شفٹ ہونے کے پس منظر میں انسانیت کی خدمت کا پہلو نمایاں تھا۔ آپ ضلع سرگودھا کے پہلے ماہر امراض جگر و معدہ تھے۔ سرگودھا میں ایک پرائیویٹ ہسپتال کو جوائن کر لیا جس کے مالک کے ڈاکٹر صاحب سے بڑے اچھے تعلقات تھے لیکن اس کی سیاسی بیک گراؤنڈ تھی۔ 2018ء میں قومی اسمبلی کے

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُ (فاطر:35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کیلئے ہے
جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدر دان ہے

طالب دعا: مکرم ISLAM KHAN صاحب مرحوم، مکرمہ TAMRUN BIBI صاحبہ مرحومہ (SORO صوبہ اُڈیشہ)

انتخاب میں اس نے حصہ لینا تھا۔ سیاسی آدمی تھا۔ اس کو مولویوں نے دھمکیاں دیں کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے تو اس نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ آپ ہسپتال چھوڑ دیں یہ میری مجبوری ہے اب آپ میرے ساتھ کام نہیں کر سکتے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب نے وہاں سے چھوڑ دیا۔ پھر انہوں نے دوسرا ہسپتال جوائن کرلیا۔

2001ء میں جب سے یہ سرگودھا شفٹ ہوئے تھے باقاعدگی کے ساتھ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بھی وزٹنگ ڈاکٹر کے طور پر وقت دے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ کثیر تعداد میں مریض ان سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ دنیاوی علم کے علاوہ ان کو دینی علم بھی بہت تھا قرآن کریم کی تفسیر، تذکرہ، روحانی خزائن سمیت دیگر جماعتی کتب اور اختلافی امور پر مشتمل کتب کا وسیع مطالعہ تھا۔ شہید مرحوم کو بحیثیت نائب امیر ضلع سرگودھا بھی خدمت کی توفیق ملی۔ میڈیکل ایسوسی ایشن کے قیام کے بعد سے اس کے ممبر تھے اور 2024ء میں یہ نائب صدر ایسوسی ایشن مقرر ہوئے اور سرگودھا چیپٹر کے یہ صدر بھی تھے۔ گذشتہ تین سال سے ان کو کینسر کی تکلیف بھی تھی۔ اس کے باوجود ہمیشہ اپنی بیماری پر دوسروں کی بیماری کو ترجیح دی اور ہر وقت خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ مریضوں سے ہمدردی، محبت اور ضرورتمندوں کا فری علاج نمایاں وصف تھا۔ ضرورتمند مریضوں کو فری علاج کے علاوہ واپسی کے لیے کرایہ بھی دے دیتے تھے بلکہ بعض ٹیسٹ مفت کراتے تھے اور اس کے پیسے دیتے تھے۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے ضلع سرگودھا کے پہلے ماہر امراض جگر و معدہ تھے۔ مالی لحاظ سے کمزور بچیوں کی شادیوں پر پردہ پوشی کرتے ہوئے ان کی بڑی نمایاں مدد کیا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک ضرورتمند کی عرصہ دراز سے باقاعدگی سے مالی معاونت کر رہے تھے۔ پہلے تو وہ شخص مہینے میں ایک دو بار آتا تھا۔ پھر اس نے ہر دوسرے دن یا تیسرے دن آنا شروع کر دیا لیکن پھر بھی آپ اس کی معاونت کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب عام طور پہ ناراض نہیں ہوتے تھے۔ بڑے نرم دل تھے۔ ایک دن اس نے کسی بات پر کوئی زیادہ ضد کی ہوگی تو کوئی سخت بات ان کے منہ سے نکل گئی لیکن طبیعت کی نرمی اور نیکی تھی کہ ساری رات بے چین رہے اور پریشان رہے کہ میں نے اس کو سخت بات کیوں کہہ دی۔ اگلے روز اسے بلایا اور اس سے معذرت کی اور پھر اسے مالی معاونت کی کافی رقم دے دی۔

بزرگانِ سلسلہ سے عقیدت کا تعلق تھا۔ ضرورت پڑنے پر ربوہ جا کر خصوصی طور پر مریضوں کا معائنہ کرتے اور علاج تجویز کرتے تھے۔

شہید مرحوم کی والدہ محترمہ امۃ الحیٔ صاحبہ کہتی ہیں کہ مرحوم والدین کا بے حد احترام کرنے والے تھے۔ کوئی ایسی ضرورت نہ تھی کہ جو بغیر مطالبے کے پوری نہ کی ہو۔ کبھی ہم نے مطالبہ نہیں کیا لیکن وہ پوری کرتے تھے۔ بچپن سے ہی بے شمار خصوصیات کے حامل تھے۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے، خلافت سے بے حد عشق تھا۔ غریبوں اور مریضوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مالی معاملات لین دین کا مکمل حساب رکھتے تھے۔ خاندان کے سب افراد کو باہمی جوڑ کر رکھا ہوا تھا۔

ان کی اہلیہ امۃ النور صاحبہ کہتی ہیں۔ نظام جماعت سے جوڑنے کی ہمیشہ بچوں کو تلقین کرتے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت تھی اور خطبات باقاعدہ سنتے تھے اور پوائنٹس اپنی ڈائری میں نوٹ کیا کرتے تھے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس طرح کرتے ہیں بلکہ واقفین زندگی بھی ایسے نہیں کرتے۔ خطبات کے پوائنٹس نوٹ کرتے تھے تا کہ کام آئیں۔ چندہ جات کی ادائیگی بھی مثالی تھی۔ بوقتِ شہادت ان کے چندہ وصیت 2025ء کا تمام حساب صاف تھا۔

ان کے چار بچے ہیں، دو بیٹے دو بیٹیاں۔ ان کے ایک بیٹے ڈاکٹر بصیر ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیشہ ہمیں خلافت سے تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی صائمہ ہیں وہ کہتی ہیں بے حد شفیق باپ۔ میری شادی کے موقع پر مجھے ایک نصیحت یہ کی تھی کہ بیٹا! اپنے سسرال جا کر ہمیشہ نظام جماعت سے منسلک رہنا۔ اگر کبھی کسی حوالے سے جماعتی خدمت کا اعزاز ملے تو کبھی انکار نہ کرنا۔ عمومی طور پر کہتی ہیں کہ والد صاحب عمومی سرگرمیوں میں بھی جماعتی خدمت کا پہلو نکال لیا کرتے تھے۔

ان کی ایک بہو ہیں، کہتی ہیں کہ توکل علی اللہ پر بہت زور دیتے تھے۔ جب بھی کسی معاملے میں راہنمائی کی درخواست کی تو انہوں نے اپنی بات دعا سے شروع کر کے دعا پر ہی ختم کی۔

ان کی ہمشیرہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ جماعت کی مخالفانہ سرگرمیوں کے حوالے سے بہت پریشان تھے۔ راتوں کو اٹھ کر نفل پڑھنا اور تہجد روز کا معمول تھا۔

امیر ضلع سرگودھا خالد محمود صاحب کہتے ہیں کہ غریبوں کے مسیحا اور عظیم انسان تھے۔ نافع الناس ہونے کے علاوہ عاجزی اور انکساری کا وصف نمایاں تھا۔ اکثر غریب مریضوں کو فیس واپس کر دیا کرتے تھے۔ جماعتی قربانی کا وصف بھی نمایاں تھا۔ چندہ جات کی وعدہ جات کے مطابق ادائیگی کے علاوہ اضافی چندے کے حوالے سے بھی خصوصی معاونت کیا کرتے تھے۔ عہدیداران جماعت کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔

زبیر صاحب وہاں سرگودھا کے مربی سلسلہ ہیں، کہتے ہیں کہ ہمارا انتہائی محبوب، انسانیت کا خادم، رحم و شفقت کا پیکر، لاکھوں افراد کا مسیحا، خلافت کا شیدائی، مجسم فرشتہ انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ شہید مرحوم درویش انسان تھے۔ زندگی کا ہر پہلو مثالی تھا۔ جب بھی کوئی عہدیدار یا وقف زندگی ان کے پاس جاتا تو کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور رخصت کے وقت بھی دروازے پر چھوڑ کر آتے۔ کہتے ہیں جب ان کی توجہ اس طرف کرائی کہ حالات خراب ہیں اپنے ساتھ کوئی سیکیورٹی گارڈ رکھیں یا خادم رکھا کریں تا کہ احتیاط کے تقاضے پورے ہوں تو اس پر ڈاکٹر صاحب نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ میں کوئی گارڈ یا خادم اپنے ساتھ سیکیورٹی کے لیے رکھ تو لوں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ خدانخواستہ کوئی مجھے مارنے آئے تو میری وجہ سے کسی دوسرے کی جان چلی جائے۔ حالانکہ مخالفین نے ان کے خلاف ضلع بھر میں اشتہار بھی تقسیم کیے تھے کہ قتل کیا جائے اور سزا یہ ہے اور وہ ہے لیکن اس کے باوجود کبھی انہوں نے پروا نہیں کی اور مخالفین نے احمدیوں کی، احمدی ڈاکٹروں کی جو لسٹ بنائی تھی اس میں ڈاکٹر صاحب کا نام سرفہرست تھا جن کو مولویوں نے ٹارگٹ کرنا تھا بلکہ وہاں ایک مولوی اکرم طوفانی ہے اس نے تو ان کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا ہوا تھا اور پھر اس فتوے کو تقسیم بھی کیا تھا لیکن حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

فاطمہ ہسپتال جو کرسچن ہسپتال ہے اس کے ایڈمنسٹریٹر ہیں جو پادری بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ انسانیت کا خادم ایک انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ ہمارے دل شدت غم سے نڈھال ہیں بلکہ یہ موصوف جو عیسائی ہیں اور جو ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر ہیں، یہ اپنے دیگر ساتھیوں اور انتظامی عملہ کے ہمراہ مرحوم کے جنازہ پہ ربوہ بھی آئے تھے۔

سوشل اور پرنٹ میڈیا نے بھی ڈاکٹر صاحب کی شہادت کو کور (cover) کیا۔ ایک اسسٹنٹ کمشنر ہیں انہوں نے اپنی پوسٹ میں لکھا لیکن یہ لوگ لکھ ہی سکتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے کیونکہ مولوی کے سامنے کھڑے ہونے کی یا اس کے خلاف فیصلہ لینے کی جرأت نہیں ہے لیکن بہرحال یہ بھی ان کی جرأت ہے کہ عورت ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی پوسٹ میں لکھا ہے کہ شیخ محمود غریبوں کے مسیحا سے کم نہ تھے۔ بہترین میڈیکل سپیشلسٹ تھے۔ بعض دفعہ تو مہنگے ٹیسٹ بھی غریبوں کو فری کر دیا کرتے تھے۔ ضلع بھر میں شاید ہی کوئی گھرانہ ہو جنہوں نے ڈاکٹر صاحب سے علاج نہ کروایا ہو۔ یہ غیر از جماعت ہیں لیکن تعریف کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں کہ اکثر فری علاج کرتے تھے اور یہ بہت بڑا کام ہے۔ مجھے اس کا اس لیے بھی ادراک ہے کیونکہ میں خود بھی ڈاکٹر ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کہیں اَور بھی، کسی ملک میں بھی جاتے تو بہت پیسے کما سکتے تھے اور آسائش کی زندگی گزار سکتے تھے مگر انہوں نے یہاں سرگودھا میں انسانیت کی خدمت کو ترجیح دی۔ کہتی ہیں کہ آج پہلی دفعہ کسی انسان کے جانے پر آنسوؤں سے روئی ہوں جس سے میرا کوئی ذاتی رشتہ نہ تھا صرف انسانیت کا رشتہ تھا۔ اس شخص کے اللہ کے بندوں پر بہت احسان تھے۔ آپ پوچھیں گے کہ ان کا جرم کیا تھا تو عرض ہے کہ ان کا جرم احمدی ہونا تھا۔

ایک اَور ڈاکٹر ہیں انہوں نے لکھا کہ ڈاکٹر صاحب سرگودھا کے پہلے ای آر سی پی (ERCP) کرنے والے میڈیکل سپیشلسٹ تھے۔ اتنے قابل اور سینئر ہونے کے باوجود آج بھی سرگودھا میں سب سے کم ریٹ پر پروسیجر کرتے تھے۔ عقیدہ مختلف ہونے کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ کیا اس ملک میں کوئی قانون ہے؟

ایک نجی چینل کے اینکر صحافی نے لکھا کہ انتہائی دکھ اور قابل مذمت درندگی کے اس فعل پر میرے پاس مذمت کے الفاظ نہیں ہیں۔

ایک صحافی نے لکھا کہ اب بہت ہو چکا۔ پاکستان کو بچانے کے لیے انتہا پسندوں کے گروپس اور تنظیموں کو روکنا ہوگا۔ بنیادی انسانی حقوق اور احمدیوں کے خلاف اس نوعیت کی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے انتہا پسند تنظیموں کو ban کرنا ضروری ہے لیکن نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں کا خوف اس قدر ہے کہ حکومت بھی بے بس ہے۔ حتیٰ کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی بے بس ہیں اور عدالتیں بھی بے بس ہیں۔

اللہ تعالیٰ جلد اب ان کی پکڑ کے سامان کرے اور ملک کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ان نام نہاد مذہبی لوگوں سے جو حقیقت میں دہشت گرد ہیں اور مذہب کے نام پر دہشت گردی کر رہے ہیں اب چھٹکارا حاصل کیا جائے کیونکہ یہ لوگ تو ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ ہر ایک جو اِن کے خلاف ہے اس پر حملہ کرتے ہیں۔ بہرحال ہماری فریاد یں تو اللہ تعالیٰ کے آگے ہیں اور اس کا پورا حق ہمیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی والدہ بڑی عمر کی ہیں۔ ان کے غم کو بھی ہلکا کرے۔ ان کی بیوی اور ان کے بچے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳/جون ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے
اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

ایسے وقت میں بھی یہ حکم ہے کہ جنگی قیدی کا فدیہ لے کر اُسے چھوڑ دو۔ اور اگر اُس کے پاس فدیہ نہ ہو یا اُس کی قوم اس کا فدیہ دینے کو تیار نہ ہو تو پھر حکومتِ اسلامیہ اُسے احسان کے طور پر چھوڑ دے۔ (سورۃ محمد رکوع 1) اور اگر احسان کے طور پر چھوڑنا اس کے لئے مشکل ہو تو زکوٰۃ کے روپیہ میں سے اُس کا فدیہ دے کر اُسے چھوڑ دے (سورۃ توبہ رکوع 8) اور اگر اس میں بھی مشکل ہو تو قیدی کو مکاتبت کا اختیار دیا جائے۔ (سورۃ نُور رکوع 4) مکاتبت کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جنگی قیدی اپنے مالک سے یہ کہتا ہے کہ تم مجھے آزاد کر دو میں محنت اور کمائی کر کے اپنا فدیہ ادا کر دونگا۔ اور اس وقت تک اپنی ذاتی تجارتوں وغیرہ میں آزاد سمجھا جاؤنگا۔ صرف اسلامی ملک میں رہنے کا وہ پابند ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت اوپر کے تمام طریقوں کے باوجود آزاد ہونا نہ چاہے گی تو وہ عورت ایسی ہی ہوگی جو اپنے ملک میں جانا اپنے لئے خطرناک سمجھتی ہوگی اور مسلمان مرد کے پاس رہنے کا جو خطرہ تھا اس کے راستے کھلے ہونے کے باوجود اُن کو استعمال کرنا پسند نہ کرے گی۔ اور جو عورت باوجود ہر قسم کی سہولت کے مسلمان گھرانے سے نکلنا پسند نہ کرے گی اس عورت سے جبراً شادی کر لینے کے سوا مسلمان مرد کیلئے کوئی چارہ نہیں کیونکہ اگر وہ آزاد نہ ہوگی اور مسلمان مرد اس سے جبراً شادی نہ کرے گا تو وہ گھر میں اور علاقہ میں بدکاری پھیلائیگی اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ پس آزاد عورتوں اور جنگی عورتوں میں اتنا ہی فرق ہے کہ آزاد عورت کے لئے اپنی مرضی سے نکاح کرنا جائز ہوتا ہے اور وہ عورت جو جنگی قیدی ہو وہ یا تو ان طریقوں سے اپنے آپ کو آزاد کرا لیتی ہے جو اسلام نے اس کے لئے کھلے رکھے ہیں یا پھر جس گھر میں وہ ہوتی ہے اُس کا کوئی مرد اُس سے شادی کر لیتا ہے تا کہ بدکاری نہ پھیلے اور اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو پھر وہ آزاد ہو جاتی ہے۔ پس داہنے ہاتھوں کی ملکیت کے الفاظ سے کوئی شخص دھوکہ نہ کھائے۔ ان الفاظ کے معنی غلامی کے نہیں کیونکہ غلامی اسلام میں جائز نہیں۔ قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ جبتک کسی قوم کے ساتھ بھاری جنگ نہ ہو اُس میں سے قیدی پکڑنے جائز نہیں اور پھر انہیں بھی مختلف طریقوں سے آزاد کرنے کا حکم ہے۔ جو زیادہ تر اسلامی حکومت یا کفر کی حکومت یا قیدی کے رشتہ داروں یا خود قیدی کے اختیار میں ہیں۔ اور اگر کسی قیدی عورت کے چھڑانے کیلئے نہ تو اسلامی حکومت کوشش کرتی ہے جو کہ غیر جانبدار ہے نہ کافر حکومت کوشش کرتی ہے جو کہ قیدی کی جانبدار ہے۔ نہ اس کے رشتہ دار کوشش کرتے ہیں جن کو سب سے زیادہ اُس کا درد ہے۔ اور نہ وہ عورت خود کوشش کرتی ہے جس کو اپنی عزت کا خیال سب سے زیادہ ہو سکتا ہے اور پھر کوئی مسلمان اس عورت سے شادی کر لے تو اس کیلئے یہ راستہ کھلا رکھا جاتا ہے کہ اولاد ہوتے ہی وہ آزاد ہو جائیگی ...... اب بتاؤ ایسی عورت آزاد ہوئی یا قید۔ پہلے تو اس کا قید کرنا کئی طرح ناجائز قرار دیا گیا۔ پھر اسکی آزادی کیلئے اس کی شادی سے پہلے کئی راستے کھولے گئے۔ پھر شادی کے بعد اولاد ہونے پر اُس کو آزاد قرار دیا گیا اور ہمیشہ کیلئے یہ گارنٹی دی گئی کہ اُسے کسی صورت میں بھی فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ (محلّٰی ابن حزم جلد 9 صفحہ 217) اب بتاؤ کہ کیا دنیا میں کسی آزاد عورت کو اس سے زیادہ حق ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 129 تا 131، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے

وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

احباب توجہ فرمائیں

نور ہسپتال قادیان میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ضرورت ہے

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار MBBS کی ڈگری مع Rotatory Internship مکمل کر چکا/چکی ہو۔

(2) کسی بھی صوبہ کے میڈیکل کاؤنسل کا رجسٹریشن رکھتا/رکھتی ہو۔

(3) کسی معروف ہسپتال میں کم از کم 02 سالہ تجربہ ہو۔

(4) عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے۔)

(5) گریڈ 20052-561-24540-784-33948-884-41020 مع مراعات حسب قواعد۔

(6) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں و ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتی/رکھتا ہو۔

(7) Male اُمیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

ضروری ہدایات

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔

(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

(4) سفر خرچ قادیان آمد و رفت و اخراجات میڈیکل سرٹفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516
موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 دفتر: 01872-501130
Email:diwan@qadian.in

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن

اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

130 واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اس واقعہ (قبائل عُکل و عرینہ کی غداری) کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہرحال اس معاملہ میں ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا اور تھا بھی ایسے حالات میں جب کہ اسلام کے خلاف سارا ملک دشمنی اور عداوت کی آگ سے بھڑک رہا تھا۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اسلام نے اسے برقرار نہیں رکھا اور آئندہ کے لئے ایسے طریق سے منع کر دیا۔ ان حالات میں کوئی عقل مند اس پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لوگ شروع سے ہی بری نیت کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے اور غالباً اپنے قبیلہ کے سکھائے ہوئے تھے کہ تا مسلمانوں میں رہ کر انہیں نقصان پہنچائیں اور ممکن ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھی ان کا کوئی برا ارادہ ہو مگر جب مدینہ میں رہ کر انہیں کوئی موقع نہیں ملا تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کارروائی کی جاوے۔ ان کی اس نیت کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے چرواہوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خالی چوروں اور لیٹروں والا سلوک نہیں تھا بلکہ سراسر منتقمانہ رنگ رکھتا تھا۔ اگر وہ ابتداء میں سچے دل سے مسلمان ہوئے تھے اور بعد میں اونٹ دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی تو اس صورت میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ اونٹ لے کر بھاگ جاتے اور اگر کوئی رکھوالا روک بنتا تو زیادہ سے زیادہ اسے مار کر نکل جاتے مگر جس رنگ میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو قتل کیا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر قتل کے سفاکانہ فعل کو لمبا کیا اور عذاب دے کر مارا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ فعل اتفاقی لالچ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سراسر معاندانہ رنگ رکھتا تھا اور دلی کینہ اور لمبے بغض کا نتیجہ تھا۔ اور ان کے اس ظالمانہ فعل کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا جو اسلامی احکام کے نزول سے پہلے موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا، لیکن اس کے بعد جلد ہی اسلامی احکام نازل ہو گئے اور اس قسم کی تعذیب انتقامی رنگ میں بھی ناجائز قرار دے دی گئی چنانچہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ کَانَ یَحُثُّ عَلَی الصَّدَقَۃِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُثْلَۃِ۔

یعنی ”اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان اور حسن سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں دشمنوں کے جسموں کے مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

بعض مغربی محققین نے جن میں میور صاحب بھی شامل ہیں، اس واقعہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حسب عادت اعتراض کیا ہے کہ جس رنگ میں ان قاتل ڈاکوؤں کو قتل کیا گیا وہ ظالمانہ اور وحشیانہ تھا، لیکن اگر سارے حالات کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اس معاملہ میں اسلام کا دامن بالکل پاک نظر آتا ہے کیونکہ دراصل یہ فیصلہ اسلام کا نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰ کا تھا۔ جن کی شریعت کو حضرت مسیحؑ ناصری نے منسوخ نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا۔ ہاں اگر ہمارے معترضین کے پیش نظر حضرت مسیحؑ کا یہ قول ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال بھی سامنے کر دو اور اگر کوئی شخص تمہارا کرتہ لینا چاہے تو اسے اپنا چوغہ بھی دے دو اور اگر کوئی تمہیں ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس چلے جاؤ تو بے شک ہمارے معترضین کو اس اعتراض کا حق ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ تعلیم کسی عقل مند کے نزدیک قابل عمل ہے اور کیا آج تک ان ساڑھے انیس سو سالوں میں کسی مسیح مرد یا عورت یا کسی مسیحی جماعت یا حکومت نے اس تعلیم پر عمل کیا ہے؟ منبروں پر چڑھ کر وعظ کرنے کے لئے بیشک یہ ایک عمدہ تعلیم ہے مگر عملی دنیا میں اس تعلیم کو کوئی بھی وزن حاصل نہیں اور نہ کوئی عقل مند اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں اس قسم کے جذباتی کھلونے سامنے رکھ کر مسلمانوں کو اعتراض کا نشانہ بنانا خود اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ ہاں حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو سامنے رکھ کر دیکھو جو بخلاف حضرت مسیحؑ ایک سچے مقنّن تھے اور قانون کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے تھے یا مسیحیوں کے قول کو نہیں بلکہ ان کے عملی کارناموں کی روشنی میں حالات کا امتحان کرو تو پھر حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عملی میدان میں کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وہی کرتا ہے اور اس کے کھانے کے دانت اَور دکھانے کے دانت الگ الگ نہیں ہیں اور اس کے قول و فعل ہر دو اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ کوئی عقل مند غیر متعصب انسان ان پر اعتراض نہیں کرسکتا بلکہ دل سے اس کی تعریف نکلتی ہے۔ نہ تو وہ موسوی شریعت کی طرح یہ کہتا ہے کہ ہر حالت میں انتقام لو اور بلا امتیاز حالات قصاص کا تبر چلاتے جاؤ اور نہ وہ مسیحی تعلیم کے مطابق یہ ہدایت کرتا ہے کہ کسی حالت میں بھی سزا نہ دو بلکہ اگر مجرم کوئی جرم کرے تو اس کے جرم کے منشا کو اپنی طرف سے مدد کر کے اور بھی مضبوط کر دو بلکہ اسلام افراط و تفریط کے رستے کو چھوڑ کر وہ وسطی تعلیم دیتا ہے جو دنیا میں حقیقی امن کی بنیاد ہے اور وہ یہ کہ:

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ

یعنی ”ہر بدی کی سزا اس کے مناسب حال اور اس کی شدت کے مطابق ہونی چاہئے، لیکن اگر حالات ایسے ہوں کہ معاف کرنے یا نرمی کرنے سے اصلاح کی امید ہو تو پھر معاف کرنا یا نرمی کرنا بہتر ہے اور ایسا شخص خدا کے نزدیک نیک اجر کا مستحق ہوگا“ یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام نے اس بارے میں دی اور کوئی عقل مند اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ یہ ایک بہترین تعلیم ہے جس میں انسانی ضروریات کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور سزا کی صورت میں بھی اسلام نے یہ قید لگا دی ہے کہ وہ مناسب حد سے آگے نہ گزرے۔ اور مثلہ وغیرہ کے وحشیانہ افعال کو یک قلم بند کر دیا گیا۔ اس کے مقابل پر مسیحی لوگ باوجود حضرت مسیح ناصریؑ کی اس نمائشی تعلیم کے جو عملی نمونہ دشمنوں کے ساتھ سلوک کا دکھاتے رہے ہیں اور جنگوں میں جن افعال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں وہ تاریخ عالم کا ایک کھلا ہوا ورق ہے جس کے اعادہ کی اس جگہ ضرورت نہیں۔

صُلح حُدیبیہ اور اس کے عظیم الشان نتائج

ذوقعدہ ۶ ہجری

صلح حدیبیہ کی اہمیت

اب ہم اسلامی تاریخ کے اس حصہ میں داخل ہونے لگے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کے دوسرے دور میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ میری مراد صلح حدیبیہ سے ہے جس کے نتیجہ میں کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگ وجدال کا سلسلہ بند ہو کر اسلام کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور دنیا کو اس بات کے اندازہ کرنے کا موقع میسر آیا کہ اسلام کی اصل طاقت صلح میں ہے نہ کہ جنگ میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی میں بظاہر جنگ نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رؤساء قریش کی حکومت کے ماتحت زندگی گزارتے تھے مگر قریش کی یہ حکومت جنگ سے بھی بڑھ کر مظالم و مصائب کا منظر پیش کرتی تھی کیونکہ قریش کی ساری طاقت اسلام کو مٹانے میں خرچ ہو رہی تھی۔ اس کے بعد مدنی زندگی کا دور آیا تو اس کے ساتھ ہی جنگ کا آغاز ہوگیا اور بے چارے مسلمان ایک مصیبت میں سے نکل کر دوسری مصیبت اور بعض لحاظ سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے، اس لئے حقیقتاً آج تک اسلام کو اپنی صلح کی طاقت کے اظہار کا موقع ہی نہیں ملا تھا، لیکن صلح حدیبیہ نے جس کا اب ہم ذکر شروع کرنے لگے ہیں یہ موقع میسر کرا دیا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ اس امتحان میں اسلام نے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت کر دی کہ اس کی صلح کی طاقت اس کی جنگ کی طاقت سے بدرجہا بہتر اور بدرجہا افضل ہے۔ الغرض وہ تاریخی واقعہ جس کا ہم اب ذکر کرنے لگے ہیں ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ اور ہم اپنے ناظرین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کے حالات کو نظر غور سے مطالعہ فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب اور سفر حدیبیہ

ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو اس کے جلد بعد ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کی طرف سے بدل کر بیت اللہ کی طرف پھیر دیا تھا اور اس تحویل قبلہ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ اپنی توجہ کو مکہ کی طرف لگائے رکھیں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ مکہ اسلام کا مذہبی مرکز ہے جو جتنی جلدی بھی ممکن ہو مسلمانوں کے قبضہ میں آجانا چاہئے۔ ان احکام کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ مکہ کی طرف خیال لگا رہتا تھا اور پھر وطن ہونے کی وجہ سے بھی آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھ کے مہاجرین کو مکہ کے ساتھ طبعاً خاص محبت تھی۔ اس پر اتفاق یہ ہوا کہ انہی دنوں میں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھی کہ آپؐ اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اس وقت ذوقعدہ کا مہینہ قریب تھا جو زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مبارک مہینوں میں سے سمجھا جاتا تھا جن میں ہر قسم کا جنگ وجدال منع تھا۔ گویا ایک طرف آپؐ نے یہ خواب دیکھی اور دوسری طرف یہ وقت بھی ایسا تھا کہ جب عرب کے طول و عرض میں جنگ کا سلسلہ رک کر امن و امان ہو جاتا تھا اور گو یہ حج کے دن نہیں تھے اور ابھی تک اسلام میں حج باقاعدہ طور پر مقرر بھی نہیں ہوا تھا، لیکن خانہ کعبہ کا طواف ہر وقت ہوسکتا تھا اس لئے آپؐ نے اس خواب دیکھنے کے بعد اپنے صحابہ سے تحریک فرمائی کہ وہ عمرہ کے واسطے تیاری کر لیں۔ عمرہ گویا ایک چھوٹی قسم کا حج تھا جس میں حج کے بعض مناسک کو ترک کر کے صرف بیت اللہ کے طواف اور قربانی پر اکتفا کی جاتی تھی اور بخلاف حج کے اس کے لئے سال کا کوئی خاص حصہ بھی معین نہیں تھا بلکہ یہ عبادت ہر موسم میں ادا کی جاسکتی تھی۔ اس موقع پر آپؐ نے صحابہ میں یہ بھی اعلان فرمایا کہ چونکہ اس سفر میں کسی قسم کا جنگی مقابلہ مقصود نہیں ہے بلکہ محض ایک پر امن دینی عبادت کا بجا لانا مقصود ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سفر میں اپنے ہتھیار ساتھ نہ لیں البتہ عرب کے دستور کے مطابق صرف اپنی تلواروں کو نیاموں کے اندر بند کر کے مسافرانہ طریق پر اپنے ساتھ رکھا جاسکتا ہے اور ساتھ ہی آپ نے مدینہ کے گرد ونواح کے بدوی لوگوں میں بھی جو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھے یہ تحریک فرمائی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو کر عمرہ کی عبادت بجا لائیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایک نہایت قلیل یعنی برائے نام تعداد کے سوا ان مسلمان کہلانے والے کمزور ایمان بدوی لوگوں نے جو مدینہ کے آس پاس آباد تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلنے سے احتراز کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ خواہ مسلمانوں کی نیت عمرہ کے سوا کچھ نہیں مگر قریش بہرحال مسلمانوں کو روکیں گے اور اس طرح مقابلہ کی صورت پیدا ہو جائے گی اور وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ یہ مقابلہ مکہ کے قریب اور مدینہ سے دور ہوگا اس لئے کوئی مسلمان بچ کر واپس نہیں آسکے گا۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اوپر چودہ سو صحابیوں کی جمعیت کے ساتھ ذوقعدہ 6 ہجری کے شروع میں پیر کے دن بوقت صبح مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے ہم رکاب تھیں اور مدینہ کا امیر نمیلہ بن عبداللہ کو اور امام الصلوٰۃ عبداللہ بن ام مکتوم کو جو آنکھوں سے معذور تھے مقرر کیا گیا تھا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 745 تا 750، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا ✡ قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد ✡ لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

والدہ ماجدہ کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ غالباً آپؑ جن دنوں میں سیالکوٹ میں تھے یا اور کسی مقام پر قادیان سے باہر تھے کہ آپؑ کو خبر پہنچی کہ آپؑ کی والدہ سخت بیمار ہیں۔ یہ سن کر آپؑ فوراً قادیان کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب آپ بٹالہ سے یکّہ میں بیٹھ کر قادیان کی طرف روانہ ہوئے تو جو شخص لینے آیا ہوا تھا وہ بار بار یکّہ والے سے کہنے لگا کہ ذرا جلدی کرو بی بی صاحبہ کی طبیعت بہت ہی خراب تھی خدا خیر کرے پھر تھوڑی دیر کے بعد اور زیادہ یکہ والے کو تاکید کرنے لگا یوں کہنا شروع کیا کہ کہیں خدانخواستہ فوت ہی نہ ہوگئی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ میں نے اس فقرہ سے سمجھ لیا کہ وہ فوت ہوچکی ہیں اور یہ مجھے اس صدمہ کے لئے تیار کر رہا ہے اور میں نے اس سے کہا کہ تم ڈرو نہیں اور جو سچ سچ بات ہے وہ بتادو۔ اس پر اس نے کہا کہ بات تو یہی ہے کہ وہ فوت ہوچکی ہیں۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1938ء صفحہ 141)

دنیا کی عزت خود ملتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دنیا طلبی سے اتنی نفرت تھی کہ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے تحصیلداری کا امتحان دیا تو حضرت صاحب کو بھی انہوں نے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا رقعہ پڑھ کر سخت غصہ آیا اور آپؑ نے اسے پھاڑ دیا۔ مگر ادھر آپ نے رقعہ پھاڑا ادھر آپ کو الہام ہوا کہ ''پاس ہوجائے گا'' (تذکرہ صفحہ 125) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ وہ پاس ہوگئے اور پھر قائمقام ڈپٹی کمشنر ہوکر ریٹائر ہوئے تو اللہ تعالیٰ جن کو روحانی مراتب عطا فرماتا ہے ان کو ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دنیا کے لوگوں کے پاس جائیں بلکہ دنیا کے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ان کے پاس آئیں اور ان سے فیض اٹھائیں۔ ایک دفعہ کشمیر کے فسادات کے سلسلہ میں شملہ گیا اور لارڈ ولنگڈن سے ملا۔ ملاقات کے بعد لارڈ ولنگڈن کا سیکرٹری میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا اسسٹنٹ جو مسٹر گریفن کا پوتا ہے وہ آپؑ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے کہیں ذکر کیا تھا کہ مسٹر گریفن کا میرے دادا سے بڑا تعلق رہا ہے اور اس کی کئی چٹھیاں ہمارے دادا کے نام موجود ہیں۔ اس نے اس بات کا اپنے اسسٹنٹ سے ذکر کردیا کیونکہ وہ مسٹر گریفن کا پوتا تھا اور اس نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی۔ چنانچہ وہ مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ میں اپنے دادا کی وہ چٹھیاں دیکھنا چاہتا ہوں جو انہوں نے آپؑ کے دادا کو لکھی تھیں۔ میں نے کہا کہ وہ کتاب البریہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ جب چاہیں وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مسٹر گریفن امرتسر کا کمشنر تھا اور اس زمانے میں کمشنر کے اختیارات گورنر کے برابر ہوا کرتے تھے اور کمشنری بھی صرف امرتسر کی ہی ہوا کرتی تھی۔ جب ہم وہاں سے فارغ ہوکر باہر نکلے تو سامنے سے وائسرائے اپنی موٹر میں آرہا تھا۔ اس کا کوئی دانت خراب تھا۔ وہ ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جارہا تھا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو دور سے ہی مجھے سلام کرنا شروع کردیا۔ مگر میں نے نہ پہچانا کہ یہ کون شخص ہے۔ چنانچہ میں نے درد صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہے جس نے سلام کیا ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی تو آپ ان سے مل کر آئے ہیں۔ یہ لارڈ ولنگڈن تھے اور انہوں نے تو آپ کو دیکھ کر دور سے ہی سلام کرنا شروع کردیا تھا۔ میں نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا۔ شاید وہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ بڑے کھردرے آدمی ہیں۔ میں نے سلام بھی کیا مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے جو کسی اور کو سلام کررہا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں کا دوسروں کے دلوں پر رعب ڈال دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کی مسافت پر بھی میرا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر میرا رعب ڈال دیتا ہے۔ یہ رعب اپنے اپنے درجہ اور مقام کے مطابق ہوتا ہے۔ کسی کا مہینہ بھر کی مسافت تک رعب جاتا ہے۔ کسی کا چند دنوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ کسی کا چند گھنٹوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ مگر ہوتا یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا ہوجاتا ہے۔

(الفضل 3/اکتوبر 1958ء جلد 12 / 47 نمبر 228 صفحہ 7)

اپنے خاندان کے خلاف سچی گواہی

کچھ عرصہ ہؤا میں نے کچھ خطبات عملی اصلاح کے متعلق پڑھے تھے اور جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ عظیم الشان مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی اسے پورا کرنے کے لیئے ہمیں بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکہ جمالیا ہے مگر عملی رنگ میں اسلام کا سکہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہوسکتا۔ موٹی مثال عملی رنگ میں سچائی کی ہے یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے۔ دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا اسی مکان کے چبوترے کے متعلق جس میں اب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہیں اس چبوترے کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی مگر اس پر دیرینہ قبضہ اس گھر کے مالکوں کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی صاحب نے اس کے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیاداروں کا قاعدہ ہے کہ جب زمین وغیرہ کے متعلق کوئی مقدمہ ہو اور وہ اپنا حق اس پر سمجھتے ہوں تو اس کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لئے جھوٹی سچی گواہیاں دلائیں۔ اس پر اس گھر کے مالکوں نے یہ امر پیش کردیا کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ان کے چھوٹے بھائی کو بُلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور گواہ عدالت میں پیش ہوئے اور جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؑ ان لوگوں کو اس رستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ آپؑ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلّت محسوس کیا اور بہت ناراض ہوئے مگر آپؑ نے فرمایا کہ جب واقعہ یہ ہے تو میں کس طرح انکار کرسکتا تھا۔

اسی طرح آپ کے خلاف ایک مقدمہ چلایا گیا کہ آپ نے ڈاک خانہ کو دھوکا دیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص پیکٹ میں کوئی چٹھی ڈال کر بھیج دے تو سمجھا جاتا تھا کہ اس نے ڈاک خانہ کو دھوکا دیا ہے اور ایسا کرنا فوجداری جُرم قرار دیا جاتا تھا جس کی سزا قید کی صورت میں بھی دی جاسکتی تھی۔ اب وہ قانون منسوخ ہوچکا ہے۔ اب زیادہ سے زیادہ ایسے پیکٹ کو بیرنگ کردیا جاتا ہے۔ اتفاقاً آپ نے ایک پیکٹ مضمون کا اشاعت کے لئے ایک اخبار کو بھیجا اور اس قانون کے منشاء کو نہ سمجھتے ہوئے اس میں ایک خط بھی لکھ کر ڈال دیا جو اس اشتہار کے ہی متعلق تھا اور جس میں اسے چھاپنے وغیرہ کے متعلق ہدایات تھیں۔ پریس والے غالباً عیسائی تھے اُنہوں نے اس کی رپورٹ کردی اور آپؑ پر مقدمہ چلادیا گیا۔ آپؑ کے وکیل نے کہا کہ پیش کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اس لئے ان کی گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں اگر آپؑ انکار کردیں تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اُس زمانہ میں اکثر مقدمات میں آپؑ کی طرف سے شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپوری پیروی کیا کرتے تھے اور آپؑ کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر دعویٰ کے بعد بھی گو وہ احمدی نہ تھے آپ پر بہت حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ انہوں نے آپؑ سے کہا کہ اور کوئی گواہ تو ہے نہیں پھر وہ خط اسی مضمون کے متعلق ہے اور اسے اشتہار کا حصہ ہی کہا جاسکتا ہے اس لئے آپؑ بغیر جھوٹ کا ارتکاب کئے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو اشتہار ہی بھیجا تھا خط کوئی نہیں بھیجا۔ مگر آپؑ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا جو بات میں نے کی ہے اس کا انکار کس طرح کرسکتا ہوں۔ چنانچہ جب آپؑ پیش ہوئے اور عدالت نے دریافت کیا کہ آپؑ نے کوئی خط مضمون میں ڈالا تھا تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اس راستبازی کا دوسروں پر تو اثر ہونا تھا ہی خود عدالت پر بھی اس قدر اثر ہؤا کہ اس نے آپؑ کو بری کردیا اور کہا کہ ایک اصطلاحی جُرم کے لئے ایسے راستباز آدمی کو سزا نہیں دی جاسکتی۔

اسی طرح کئی واقعات مقدمات میں آپؑ کو ایسے پیش آتے رہے جن کی وجہ سے اُن وکلاء کے دلوں میں جن کو ان مقدمات سے تعلق رہا کرتا تھا آپؑ کی بہت عزت تھی۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں آپ نے شیخ علی احمد صاحب کو وکیل نہ کیا تو انہوں نے لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپؑ نے اس مقدمہ میں مجھے وکیل نہیں کیا اس لیئے نہیں کہ میں کچھ لینا چاہتا تھا بلکہ اس لئے کہ مجھے خدمت کا موقع نہیں مل سکا۔ تو سچائی اور راستبازی ایک ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیخ علی احمد صاحب آخر تک غیر احمدی رہے اور انہوں نے بیعت نہیں کی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہری رنگ میں آپ کا اخلاص احمدیوں سے کسی طرح کم نہ تھا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے آپؑ کی سچائی کو ملاحظہ کیا تھا اور صرف شیخ علی احمد صاحب پر ہی کیا موقوف ہے جن جن کو بھی آپؑ سے ملنے کا اتفاق ہؤا ان کی یہی حالت تھی۔ جب جہلم میں مولوی کرم دین صاحب نے آپؑ پر مقدمہ کیا تو ایک ہندو وکیل لالہ بھیم سین صاحب کی چٹھی آئی کہ میرا لڑکا بیرسٹری پاس کرکے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے آپؑ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہو اس لیئے آپؑ اس کو اجازت دیں کہ وہ آپ کی طرف سے پیش ہو۔ جس لڑکے کے متعلق انہوں نے یہ خط لکھا تھا وہ اب تک زندہ ہیں۔ پہلے لاء کالج کے پرنسپل تھے پھر جموں ہائیکورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے اور اب وہاں سے ریٹائر ہوچکے ہیں۔ انہوں نے الحاح سے یہ درخواست اِس واسطے کی کہ اُن کو سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہؤا تھا اور وہ آپ کی سچائی کو دیکھ چکے تھے۔ پس معلوم ہؤا کہ سچائی ایک اعلیٰ پایہ کی چیز ہے جسے دیکھ کر دشمن کو بھی متاثر ہونا پڑتا ہے۔ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو اپنوں پر ہی نہیں بلکہ غیروں پر بھی اثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ انبیاؑء دنیا میں آکر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور نقل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا میں آکر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کیئے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں پھر وہ کیا چیز تھی جو آپؐ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاق فاضلہ تھے۔ یہ چیز پہلے مفقود تھی آپؐ نے اسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا اور صحابہؓ اور اُن کی اولادوں اور پھر ان کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 542 تا 545)

(تذکار مہدی صفحہ 57 تا 61، ایڈیشن 2020، یوکے)

✡✡✡✡

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 02

یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق، اُنس اور سرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے اُن کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے...... مومن کو بیشک اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

...... جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے بلکہ نمازوں میں دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بدعت نہیں...... ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھہرایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی التزامی طور پر مسنون نہیں ہے، آپ سے التزام ثابت نہیں ہے۔ اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضاء وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کر لی۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپ کا سارا ہی وقت دعاؤں میں گزرتا تھا لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے اس لیے اس کا فرض ہے کہ جب تک اس کو درست نہ کرے اور طرف توجہ نہ کرے کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے۔

(الحکم نمبر 38، جلد 6، مورخہ 24 اکتوبر 1902ء صفحہ 12، 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ تقریر ختم کر چکے تو حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی رضی اللہ عنہ نے سائل کو مخاطب کر کے کہا کہ صاحب سفر السعادۃ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نماز کے بعد دعا کی حدیث ثابت نہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا: میرا مذہب یہ ہے کہ حدیث کی بڑی تعظیم کرنی چاہیے کیونکہ یہ آنحضرت سے منسوب ہے جب تک قرآن شریف سے متعارض نہ ہو تو مستحسن یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جاوے مگر نماز کے بعد دعا کے متعلق حدیث سے التزام ثابت نہیں ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاوے جو قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

(الحکم نمبر 39، جلد 6، مورخہ 31 اکتوبر 1902ء صفحہ 1)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب سیرۃ المہدی میں تحریر کرتے ہیں: میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔ ناقل) ایک دفعہ فرمایا کہ دعا نماز میں کرنی چاہیے رکوع میں، سجدہ میں، بعد تسبیحات مسنونہ اپنی زبان میں دعا مانگے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں اور بعد نماز ہاتھ اٹھا کر لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب سامنے کھڑا ہو اس وقت مانگتا نہیں، جب باہر آجائے تو پھر دروازہ جا کھڑکانے لگے۔ نمازی نماز کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وقت تو جلدی جلدی نماز پڑھ لیتا ہے اور کوئی حاجت یا ضرورت خدا تعالیٰ کے حضور پیش نہیں کرتا لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر حضوری سے باہر آجاتا ہے پھر مانگنا شروع کرے (یہ ایک قسم کی سوء ادبی ہوگی) اس کے یہ معنے نہیں کہ بغیر نماز دعا جائز نہیں صرف یہ مطلب ہے کہ نماز کے وقت خاص حضوری ہوتی ہے اس وقت ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ بہتر ہے کہ نماز کے اندر دعا کرے وہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد دوم، حصہ پنجم روایت نمبر 1471 صفحہ 261۔ مطبوعہ مئی 2008ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ذکرِ حبیب میں ''اپنی زبان میں دعا'' کے عنوان کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل ارشاد درج کیا ہے: نماز کے اندر اپنی زبان میں دُعا مانگنی چاہیے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورہ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہیے اور اس کے بعد مقررہ دُعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہیے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دُعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضور دل پیدا ہو جائے کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگیدار پڑھ لیتے ہیں، جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں، جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دُعا کی جائے۔ نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دُعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دُعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقع پر دُعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح، سجدہ میں بعد تسبیح، التحیات کے بعد کھڑے ہو کر، رکوع کے بعد بہت دُعائیں کرو تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔

(ذکرِ حبیب صفحہ 159، 158۔ ایڈیشن 2008ء)

فرمایا: جو لوگ نماز عربی میں جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے مطلب کو نہیں سمجھتے اور نہ انہیں کچھ ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے اور سلام پھیرنے کے بعد لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اُن کی مثال اُس شخص کی ہے جو بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور تخت کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی عرضی پیش کی جو کسی سے لکھوالی تھی اور بغیر سمجھنے کے طوطے کی طرح اُسے پڑھ کر سلام کر کے چلا آیا اور دربار سے باہر آ کر شاہی محل کے باہر کھڑے ہو کر پھر کہنے لگا کہ میری یہ عرض بھی ہے اور وہ عرض بھی ہے۔ اُسے چاہیے تھا کہ عین حضوری کے وقت اپنی تمام عرضیں پیش کرتا۔

فرمایا: ایسے لوگوں کی مثال جو نماز میں دعا نہیں کرتے اور نماز کے خاتمہ کے بعد لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اُس شخص کی طرح ہے جس نے اِکّے کی چوٹی کو اُلٹا کر زمین پر رکھا اور پہیے اُوپر کی طرف ہو گئے اور پھر گھوڑے کو چلایا کہ اُس اِکّے کو کھینچے۔

(ذکرِ حبیب صفحہ 155۔ ایڈیشن 2008ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا حال عرض کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے، اس سے کیا فائدہ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیئے ہیں۔ سورہ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔

(الحکم نمبر 23، جلد 6، مورخہ 24 جون 1906ء صفحہ 2)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ جلدی جلدی نماز ادا کر کے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر لمبی لمبی دعائیں کرنے کا جو طریق جاری ہو گیا ہے، وہ بدعت کا ایک رنگ رکھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک ایسے موقع کا ذکر ملتا ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اس سلسلہ میں مفتیٔ سلسلہ محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب کی روایت ہے کہ ۱۹۷۴ء میں جب جماعت کے خلاف فسادات اور ہنگامے ہو رہے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ نماز فجر اور مغرب کے بعد روزانہ مسجد میں ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کی جایا کرے۔ چنانچہ کئی ماہ تک روزانہ نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی رہی۔

اس سلسلہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درج ذیل اعلان بھی الفضل ربوہ میں شائع ہوا تھا:

کل کے الفضل میں دوست میرا پیغام پڑھ چکے ہوں گے اور دعاؤں میں مصروف ہوں گے۔ انفرادی دعاؤں کے علاوہ اُن مقامات پر جہاں نماز با جماعت کا اہتمام ہے احباب کثرت کے ساتھ روزانہ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد رب کریم، اَلْبَرُّ الرَّحِیۡم کے حضور الحاح کے ساتھ عاجزانہ اور پُرسوز اجتماعی دعائیں بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ نمبر 129، جلد 28/63، مورخہ 6 جون 1974ء، صفحہ 1)

اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنیکے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا یہ ارشاد دراصل وقت اور حالات کی ضرورت کے پیش نظر ایک وقتی فیصلہ ہی تھا، اس لیے کچھ وقت کے بعد آپ ہی کے عہد خلافت میں اس پر عمل بند ہو گیا۔ اور جس طرح بئر معونہ و رجیع کے مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد کو بے دردی کیساتھ شہید کرنیکی تکلیف دہ گھڑی میں دشمنان اسلام کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے حصول کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ تک نماز فجر میں قنوت فرمایا تھا اور بعد میں اس طریق کو ختم کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی بَاب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ وَحَدِيثِ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ) اسیطرح 1974ء کے پُر آشوب حالات میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر اس اجتماعی دعا کا ارشاد فرمایا تھا۔ اسلئے آپکے اس ارشاد سے عمومی اجازت کا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

علاوہ ازیں اگر کوئی نماز کے بعد یہ کہے کہ میں سفر پر جا رہا ہوں۔ اس لیے آئیں ہاتھ اٹھا کر دعا کر لیں تو یہ سب وقتی باتیں ہیں۔ اور ایسے مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کر لینا گناہ نہیں۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر باقاعدگی کے ساتھ دعا کرنا نہ آپ علیہ السلام کا تعامل تھا اور نہ ہی التزام۔ اس لیے آپ نے اسے جاری نہیں رکھا بلکہ استفسار فرمایا کہ دعا کرنی ہے تو نماز میں کرو۔ اس لیے ہم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتے اور نہ ہی ایسا کرنا چاہیے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخر میں اس کی مناہی فرما دی۔ اس لیے اس طریق پر اگر کوئی دعا کرے گا تو وہ ناپسندیدہ فعل ہو گا اور منع ہے۔ لہٰذا احباب جماعت کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 دسمبر 2024ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

محترم سید عبد المنعم صاحب مرحوم کا ذکر خیر

تاریخ ولادت 1901ء — تاریخ وفات 6 دسمبر 1950ء

مدفن احمدیہ قبرستان کٹک، وصیت نمبر 11133، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان 783

سیّد شاہد احمد کٹک اڈیشہ

محترم سید عبد المنعم صاحب مرحوم عرف ابوالفضل کی ولادت صوبہ اڈیشہ کے قصبہ سونگڑہ کے محلہ گوہالی پور (جیرام پور) کے ایک سادات گھرانے میں 1901ء میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید رسول بخش (1864-1951) اور والدہ کا نام عائشہ بی بی (متوفیہ 18 فروری 1953) تھا۔ محترم سید رسول بخش صاحب مرحوم کو حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کٹکی (متوفی 12 جنوری 1916ء) کے ذریعہ 1900ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کرنے کی سعادت حاصل رہی۔

(الحکم 10 فروری 1900ء صفحہ 10 نمبر 5 جلد 4)

تعلیم: محترم سید عبد المنعم صاحب مرحوم کی ابتدائی تعلیم اپنے محلہ میں ہوئی۔ ازاں بعد اپنے والد کے جائے ملازمت ”جاجپور“ سے میٹرک 1st division سے کامیاب ہوئے۔ پھر صوبہ اڈیشہ کے مشہور Revenshaw College کٹک سے ایف اے کی اور کلکتہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی پھر پٹنہ یونیورسٹی سے D.Ed کی۔

ضمناً عرض ہے کہ راقم الحروف کی والدہ محترمہ سیدہ مبشرہ خاتون صاحبہ مرحومہ (1907-1964) جو مرحوم کی تایازاد بہن و نسبتی ہمشیرہ تھیں، کا بیان تھا کہ بی اے کی تعلیم کے لئے صوبہ اڈیشہ میں داخلہ نہ ہوسکنے پر آپ کے خسر محترم مولوی سید انعام رسول صاحب کٹکی (1875-1944) سابق امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے کثرت سے دعا کی تو تواتر سے القاء ہوا کہ ”Presidency College“ لہٰذا اس بنا پر مذکورہ کالج میں جو کہ کلکتہ میں تھا بی اے کی تعلیم کے لئے داخلہ مل گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

علمی خدمات:

آپ تا حیات صوبہ اڈیشہ کے ”Odasingh“ کٹک و صالح پور ہائی اسکولوں میں شعبہ تواریخ کے استاد رہے۔ مزید برآں صالح پور ہائی اسکول میں تا وفات ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کو تواریخ کی تعلیم پر زبردست عبور حاصل تھا۔

آپکی علمی و عملی قابلیت دیکھ کر حکام نے آپ کو جج کورٹ کے جوری کا ممبر بھی بنادیا جس پر آپ نے کافی عرصہ کام کیا۔ علاوہ ازیں اُس وقت کی حکومت کی محکمہ تعلیم نے آپکو علم تواریخ کا Executive head بھی مقرر کیا جسے آپ بااحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ (الفضل 8 فروری 1951ء)

ایک موقع پر آپ نے ایک انگریز گورنر کو اپنی جائے ملازمت یعنی صالح پور مدعو کیا تھا جسے انگریز گورنر نے قبول کیا اور حاضر ہوئے۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی جس سے کہ آپ کی قابلیت اور ہردلعزیز ہونے کا پتا چلتا ہے۔

تصنیف:

ایک کامیاب تاریخ دان ہونے کی حیثیت سے آپ نے اپنی ملازمت کے دوران صوبہ اڈیشہ کے ہائی سکولوں کے نصاب کیلئے ”A Popular History Of India“ کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ مذکورہ کتاب کے صفحہ 246 تا 247 میں آپ نے ”مذہبی مصلح“ کے عنوان سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ ”Ahmad Of Qadian“ کے نام سے کیا۔ مذکورہ کتاب کے تعلق سے آپ کے بڑے بیٹے محترم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی مرحوم (1922-1999) مبلغ سلسلہ احمدیہ کا بیان تھا کہ مورخہ 17؍اپریل 1947 کی بات ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے قصر خلافت قادیان میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے مل کر مذکورہ کتاب پیش کرنے پر بعد ملاحظہ حضور رضی اللہ عنہ نے ازراہ شفقت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ (بدر 29 مارچ 2001ء صفحہ 8)

خدمات سلسلہ:

محترم سید عبد المنعم صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ آپ کو خلافت احمدیہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ایک وقت میں ہندوستان کی ایک سیاسی پارٹی نے آپ سے گرویدہ ہوکر آپ کو ماہانہ **پانچ صد روپے کی ملازمت کی پیشکش** کی تو آپ نے سلسلہ کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے ٹھکرا دیا اور اپنی ماہانہ آمد مبلغ ساٹھ ستر روپے پر ہی قناعت کی۔

جن دنوں سونگڑہ میں مخالفین احمدیت نے احمدیوں پر طوفان بدتمیزی برپا کی تھی تو آپ نے بڑی جوانمردی سے اس کا قلع قمع کیا و حفاظتی اقدامات کئے۔

1949ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو ”امیر جماعت احمدیہ سونگڑہ“ مقرر فرمایا (بحوالہ چٹھی حضرت ناظر صاحب اعلیٰ 03-522/12-12-1948) پھر آپ کو 1950ء تا 1953ء کیلئے ”نائب امیر صوبہ اڈیشہ“ مقرر فرمایا (بدر قادیان 28 مئی 1950ء صفحہ نمبر 2)

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10؍فروری 2025ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرمہ آصفہ ریحانہ صاحبہ
اہلیہ مکرم مظفر اقبال چیمہ صاحب مرحوم
(نائب ناظم وقف جدید قادیان۔ بھارت)

2؍فروری 2025ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ چک 312 ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئیں۔ 1975ء میں شادی ہوکر قادیان گئیں۔ مرحومہ مکرم منظور احمد چیمہ صاحب مرحوم درویش قادیان کی بہو تھیں۔ گزشتہ چار سال سے یوکے میں مقیم تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ اور قرآن کریم کی تلاوت کی پابند، تہجّد گزار، بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ حضور انور کی طرف سے تسبیحات کی تحریک ہوئی تو نہ صرف خود باقاعدگی سے روزانہ تسبیحات کرتیں بلکہ بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ ایم ٹی اے خصوصاً This Week With Huzoor باقاعدگی کے ساتھ دیکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم خالد حیات صاحب (Hayat Funeral Service) کی خوشدامنہ تھیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
ابن مکرم حافظ عبد السلام صاحب
(دار العلوم غربی صادق ربوہ)

25؍جنوری 2025ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا زیادہ وقت کراچی میں گزرا جہاں آپ کو تقریباً 30 سال جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تلاوت قرآن کریم روزانہ باقاعدگی سے کرنے والے، ہمدرد، حلیم الطبع، دعا گو تقویٰ شعار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ اس کے علاوہ جب بھی کوئی مالی تحریک ہوتی اس میں معیاری قربانی پیش کیا کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ اپنے ایک عزیز کی تین ماہ کی بیٹی کو گود لیا اور اپنے بچوں کی طرح پرورش کی اور اسے اچھی تعلیم دلوائی۔ آپ مکرم مرزا عبد الرشید صاحب (سیکرٹری ضیافت یوکے) کے بہنوئی تھے۔

(2) مکرم غلام حسن آہنگر صاحب
ابن مکرم عبد العزیز آہنگر صاحب
(نئی بستی اننت ناگ صوبہ جموں و کشمیر۔ انڈیا)

13؍جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو 1971ء میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ چونکہ اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری تھے اس لئے بیعت کے بعد آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ سارے خاندان نے آپ کا بائیکاٹ کردیا اور بیوی نے بھی سخت مخالفت کی لیکن آپ نے استقامت کا نمونہ دکھایا۔ مرحوم صوم و صلوۃ اور اسلامی شعار کے پابند، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے، شریف النفس، سنجیدہ طبیعت کے مالک، ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ تبلیغ کا بڑا جوش تھا۔ مرحوم نے امیر ضلع اننت ناگ کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ سیدہ شمیم صاحبہ
اہلیہ مکرم شیخ عبد المجید صاحب
(جرمنی)

15؍دسمبر 2024ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے رضی اللہ عنہ اور حضرت برکت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نواسی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ راولپنڈی میں پانچ سال تک صدر حلقہ اور پھر سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ راولپنڈی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات بذریعہ کیسٹ سنوانے کا کام بھی خوش اسلوبی سے کرتی رہیں۔ جرمنی آنے کے بعد اپنی مجلس میں شعبہ سمعی و بصری کے علاوہ سیکرٹری اشاعت، سیکرٹری رشتہ ناطہ اور سیکرٹری وصیت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں بھی رہیں بچوں کو قرآن مجید بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ عبد الوحید صاحب سیکرٹری سمعی بصری Offenbach اور دوسرے بیٹے مکرم محمد سلیم احمد صاحب صدر جماعت Nauhein کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ مکرم محمد اسلم خالد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

(4) مکرم منصور احمد صاحب
(ہنسلو یوکے)

08؍جنوری کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت بابو عبد الرحمٰن صاحب انبالوی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ ان کے والد 1947ء میں بٹالہ سے ہجرت کرکے سرگودھا میں رہائش پذیر ہوئے۔

1961ء میں یوکے شفٹ ہوئے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے ہنسلو جماعت کے سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری مال اور سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغی پمفلٹس بڑے شوق سے تقسیم کرتے اور وقف نو بچوں کی اردو کلاسیں بھی لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عادل منصور صاحب ایم ٹی اے انٹرنیشنل میں بطور ڈائریکٹر آئی ٹی خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(5) مکرمہ امتہ الوحید ہادی صاحبہ
بنت کیپٹن ہادی علی خان صاحب مرحوم
(St.Albans نزد لوٹن یوکے)

06؍اکتوبر 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کی پوتی اور مکرم خان بہادر غلام محمد خان صاحب کی نواسی تھیں۔ مرحومہ دماغی طور پر کمزور تھیں لیکن بڑی ثابت قدمی سے احمدیت پر قائم رہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

رمضان میں عبادتوں کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دلائی ہے کہ پھر تم اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالو اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 07 / مارچ 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 187 کی تلاوت فرمائی: وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

سوال: کب خدا تعالیٰ بندے کا خالی ہاتھ نہیں ہونے دیتا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

سوال: رمضان میں اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی طرف توجہ کیوں دلائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان میں عبادتوں کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے دلائی ہے کہ پھر تم اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا لو۔ اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے عشق سے کیا نفع ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے عشق میں تو سوائے نفع کے اَور کچھ ہے ہی نہیں۔ فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ وہ ہر خیر کا سرچشمہ ہے۔ ہر برائی سے بچانے والا ہے۔ ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھ سے مانگو۔ تم دعا کرو میں تمہیں جواب بھی دوں گا اور سچا عاشق تو اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہے۔ اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب مانگنے کی کوشش کریں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی دعائیں سنتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے۔

سوال: اللہ تعالیٰ جس کے لئے باب دعا کھولتا ہے اسکو کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لیے بابِ دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے۔

سوال: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ فراخی اور آرام کے وقت کثرت سے دعا کرے۔

سوال: اللہ تعالیٰ بندے کو کس کے مطابق سلوک کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس وقت اس کے ساتھ ہوں گا۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کے جاؤں گا۔

سوال: ظالموں سے بچنے کیلئے کون سی دعا پڑنی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ظالموں سے نجات دے اور ان سے انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں تُو ہی ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور اس طرح جب ہم رمضان میں دعائیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک انقلاب عظیم پیدا فرمائے گا اور پھر ہم دیکھیں گے چاہے وہ پاکستان کا مولوی ہے یا طاقتور انسان ہے یا کسی اَور حکومت کا کوئی طاقتور انسان ہے وہ کبھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ہم اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ہماری مدد کو آئے گا۔ ولی اور دوست بننے کا حق ادا کرے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے عاشق کا کیا کام ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے عاشق کا یہ کام ہے اگر گیارہ مہینے میں کوتاہیاں ہوئی ہیں تو ان دنوں میں خاص طور پر ان کے لیے خاص کوشش کرے یا اہتمام کرے تا کہ یہ کوتاہیاں اور کمیاں دوبارہ سرزد نہ ہوں۔

سوال: اپنی عبادتوں میں کیا دعا کرنی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اپنی عبادتوں میں، رمضان کی عبادتوں میں صرف اپنے دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے لیے ہی دعا نہ کریں بلکہ اپنے محبوب کا قرب حاصل کرنے کی دعا کریں۔ اس سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرما، ہمیں مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرما، ہمیں لقاء عطا فرما، ہمارے روزوں کو قبول فرما اور جب یہ ہوگا تو پھر رمضان کے بعد بھی کوئی برائی سرزد نہیں ہوگی بلکہ نیکیوں کی بھی توفیق ملتی چلی جائے گی۔

سوال: دعاؤں کی قبولیت کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی شرائط ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی تو یہی بات کی ہے کہ عبد بن کے رہنا ہوگا۔ خالص اس کا ہونا ہے۔ خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہے۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہے اور کوئی دنیاوی خدا نہیں بنانے۔ جھوٹے خدا نہیں بنانے۔ چھوٹے چھوٹے لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے لاشعوری طور پر اپنا خدا نہیں بنالینا۔ یہ تو پھر شرک کی طرف چلا جائے گا۔ ابھی پچھلے دنوں حفاظت خاص جرمنی کے بھی لوگ آئے ہوئے تھے وہ یہی سوال کرتے تھے کہ کس طرح ہم اپنے فلاں افسروں کو خوش کریں تو ان کو مَیں نے یہی کہا ہے کہ تم لوگ جو کام کرو خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرو اور خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ خود تمہارے افسران کی توجہ بھی اس طرف پھیر دے گا اور وہ تمہاری بہتری کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور تم پر رحم اور شفقت کا سلوک کریں گے لیکن سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور شفقت مانگو اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

سوال: ہر احمدی کی کیا کوشش ہونی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہم اپنی زبانوں کو تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا ہر فعل ہر عمل اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہو۔ ہمارا ہر قدم ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو تا کہ اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے اور ہماری ضروریات کو پورا کرے۔ تنگی اور آسائش اور عسر اور یسر ہر حالت میں ہم اللہ تعالیٰ کے ہی بندے بن کر رہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالنون یعنی حضرت یونس نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی وہ یہ تھی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اور فرمایا کہ اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلا کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔

مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تا کہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 / نومبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ النساء کی آیت نمبر 2 کی تلاوت فرمائی:
يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔

سوال: خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں بھیجا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کو دوبارہ قائم کروں...... خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے۔

سوال: کس طرح میاں بیوی کی وآپس میں اپنی رنجشیں دور کریں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تا کہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

سوال: جن عورتوں سے باغیانہ رویہ کا خوف ہو انکے متعلق قرآن کریم نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو ان کو پہلے تو نصیحت کرو، پھر

ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو پھر اگر ضرورت ہو تو انہیں بدنی سزا دو۔

سوال: ایک احمدی کو کن کن باتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے لاشعوری طور پر دور تو نہیں چلے گئے؟ اپنی اَناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا، مرد کو بھی لینا ہوگا، عورت کو بھی لینا ہوگا۔

سوال: تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ کن حملوں سے بچاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔

سوال: جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی اپنی زندگی بسر کریں گے تو اس کے نتیجہ میں کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہوگا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، میں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو۔

سوال: شادی کے بعد ماں باپ سے الگ گھر میں رہنا کیسا ہے:

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں...... ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے۔ تو دیکھیں یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے تو پتہ نہیں کتنے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جائیں گے اور بعض ماں باپ بھی اپنے بچوں کو اس طرح خوف دلاتے رہتے ہیں بلکہ بلیک میل کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گھر علیحدہ کرتے ہی ان پر جہنم واجب ہو جائے گی۔ تو یہ انتہائی غلط رویہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا کیا خط لکھا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا ایک خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’باعث تکلیف دہی ہے کہ مَیں نے بعض آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسی قدر آپ شدّت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرّہ ذرّہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من، انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ اور درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب مَیں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام‘‘۔

✡✡✡✡

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول ونصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کے بورڈ کے امتحانات کے نتائج

امسال تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان اور نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی پانچویں، آٹھویں، دسویں اور بارہویں کلاسز کے بورڈ کے سالانہ امتحانات کے نتائج اس طرح رہے:

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان کی پانچویں بورڈ کلاس کے 13 بچوں نے 80 فی صد سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں اور 7 بچوں نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ آٹھویں بورڈ کلاس کے 5 بچوں نے 80 فی صد سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ دسویں بورڈ کلاس کے 11 بچوں نے 80 فی صد سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں اور 7 بچوں نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ بارہویں بورڈ کلاس کے 23 طلباء، طالبات نے 80 فی صد سے زائد اور 7 طلباء وطالبات نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمدللہ)

اسی طرح نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی پانچویں بورڈ کلاس میں 11 بچیوں نے 80 فی صد سے زائد اور 10 بچیوں نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ آٹھویں بورڈ کلاس کی 4 بچیوں نے 80 فی صد سے زائد اور 14 بچیوں نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں اور ایک بچی میرٹ لسٹ میں بھی آئی ہے۔ دسویں بورڈ کلاس کی 7 بچیوں نے 80 فی صد سے زائد نمبر حاصل کئے اور 11 بچیوں نے 90 فی صد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمدللہ)

اللہ تعالیٰ ان سب بچوں، بچیوں کے علم و عرفان میں برکت عطا فرمائے، آئندہ تعلیمی میدان میں اور زیادہ کامیابیوں سے نوازے اور سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔ (آمین)۔ (ناظر تعلیم قادیان)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا: عطاء الرحمٰن (بھائی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12292: میں سیدہ رُمانہ وسیم بنت ڈاکٹر سید وسیم احمد شاہ سیفی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 24اپریل 1998ء پیدائشی احمدی ساکن الفاروق کالونی راولپورہ سانئت نگر سرینگر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ تحفہ از والدین زیور طلائی: 15 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مولوی ظہور احمد خان الامۃ : سیدہ رُمانہ وسیم گواہ : شکیل احمد

مسل نمبر12293: میں سید وسیم احمد شاہ سیفی ولد مکرم سید محمد شاہ سیفی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش 23مارچ 1962ء پیدائشی احمدی ساکن: ہاؤس نمبر 82 الفاروق کالونی راولپورہ سانئت نگر سری نگر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔(1)ایک عدد ٹین پوش مکان ایک کنال زمین پر جس کا خسرہ نمبر 503/505 کھیوت نمبر 123/24,666/701 جوکہ الفاروق کالونی راولپورہ صنعت نگر سرینگر میں واقع ہے۔(2)ایک کنال زمین جس کا خسرہ نمبر 869 ہے کھیوت نمبر 503/820 جوکہ کریوادامودھر لکھمان پورہ انر گیٹ میں واقع ہے۔ایک عدد فلیٹ جو کہ گگن ارینا پونے مہاراشٹرا میں واقع ہے۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/60,134 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظہور احمد خان العبد : سید وسیم احمد شاہ سیفی گواہ : پروفیسر میر عبدالحمید

مسل نمبر12294: میں عبدالسلام ملا ولد مکرم رستم علی ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ عارضی ملازم عمر 54 سال تاریخ بیعت 2020ء موجودہ پتہ: محلہ محمود جماعت احمدیہ قادیان مستقل پتہ: باڑیہ ضلع ہاوڑہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر احمد العبد : عبدالسلام ملا گواہ : سرمد احمد

مسل نمبر12295: میں شمس الدین خان ولد مکرم علی محمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم جنوری 1971ء پیدائشی احمدی ساکن: ہوگلہ چاند پالا 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ پلاٹ نمبر 903- 2.3 ڈسمل۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین راج العبد : شمس الدین خان گواہ : محمد صغیر احمد

مسل نمبر12296: میں احمد حسین شیخ ولد مکرم محمد الٰہی بخش شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 5اپریل 1972ء پیدائشی احمدی ساکن: چاند پالا ہوگلہ ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) پلاٹ نمبر (13,20,46,47) 16 ڈسمل کھتیان نمبر 926 (2) پلاٹ نمبر (18,19,22) 19 ڈسمل کھتیان نمبر 822 (3) پلاٹ نمبر (38,39,42,45,49,50) 15 ڈسمل کھتیان نمبر 74 (4) پلاٹ نمبر 385 12 ڈسمل کھتیان نمبر 863 میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین راج العبد : عامد حسین شیخ گواہ : محمد صغیر احمد

مسل نمبر12297: میں منورہ بی بی زوجہ مکرم رفیق الحسین راج صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1963ء تاریخ بیعت 1966ء ساکن: موہن پور چاند نگر ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔3 ڈسم زمین خاکسار کے نام ہے جس کا کھتیان نمبر 1974 ہے پلاٹ نمبر 1063۔زیور طلائی: 10 گرام جس میں ایک گلے کی چین اور تین عدد بالیاں موجود ہیں۔حق مہر 101 روپے ادا شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ : شہادت حسین الامۃ : منورہ بی بی گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر12298: میں Manoyara Molla زوجہ مکرم شہادت علی ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1967ء پیدائشی احمدی ساکن: اتر بانسرا جبنتلہ ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12اکتوبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: کان کی بالی۔ہاتھ کی چوڑیاں ناک کا کوکا 5 گرام 22 کیریٹ۔حق مہر -/1,001 روپے ادا شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین راج الامۃ: Manoyara Molla گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر12299: میں عبدالودود ولد مکرم عابد علی ملا صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش: 5مارچ 1964ء تاریخ بیعت: 1966ء ساکن: درگا نگر ڈائمنڈ ہاربر ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔پلاٹ نمبر 225/2968,2251/2989,2253,2254 ہے 70 ڈسمل کھتیان نمبر 2412، دو ڈسمل پر مکان بنایا گیا ہے جو کہ 868 اسکوئر فٹ ہے۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/2,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم العبد : عبدالودود گواہ : شہادت حسین راج

مسل نمبر12300: میں امداد اللہ منڈل ولد مکرم عبداللہ منڈل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: ہری منڈل پاراشیام نگر گوبنداپور ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6,000 روپئے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین راج العبد : امداد اللہ منڈل گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر12301: میں شیخ صابر ولد مکرم شیخ مانک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 27 ستمبر 1990ء تاریخ بیعت: 1996ء ساکن: Gayeshpur، بھیم پور صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 4اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔129 اسکوائر فٹ زمین خاکسار کے نام ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/5,000 روپئے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم العبد : شیخ صابر گواہ : شیخ مدثر احمد

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے، یہ شرائط آپ کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر ان کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں
اپنی پنجوقتہ نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کریں
اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں اللہ اور اس کی حمد و ثنا کا ذکر ہمیشہ رکھیں

ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہئے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہئے یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور صرف یہی راستہ ہے جو ہماری جماعت کی ابدی ترقی کی طرف ہمیں لے جانے والا ہے

آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تیسویں جلسہ سالانہ برازیل 2024ء کے موقعہ پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت برازیل!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا تیسواں جلسہ سالانہ 26، 27 اور 28 اپریل 2024ء کو ’’خدا تعالیٰ کا شکر بجالانا‘‘ کے مرکزی موضوع پر منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں، ہمارے مذہب اسلام اور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور راہنمائی کے علم و فہم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس شرائط بیعت مقرر کی ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ یہ شرائط آپ کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر ان کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک شرط پر غور کرتے رہنا چاہیے۔ خود احتسابی اور مستقل طور پر اپنے اعمال کے جائزے لینے کے ذریعہ سے ہی آپ بیعت کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

میں تیسری شرط بیعت کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں جو یوں ہے: ’’یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔‘‘

آپ دیکھیں گے کہ اس شرط کے اندر ایک حکم یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہیں۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الفاتحہ: 2) یعنی تمام حمد اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَھُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ (صبا: 2) یعنی سب حمد اللہ ہی کی ہے جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور آخرت میں بھی تمام تر حمد اُسی کی ہوگی اور وہ بہت حکمت والا (اور) ہمیشہ خبر رکھتا ہے۔

اس ضمن میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم محمد ﷺ نے اپنے منبر پر [کھڑے ہوکر] فرمایا: جو تھوڑے پر (چھوٹی بات پر) شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدمِ ذکر کفر (یعنی ناشکری) ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 278 مطبوعہ بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر اِن سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں...... غرض اوّلاً بالذّات اکمل اور اعلیٰ طور سے خدا تعالیٰ ہی مستحق تعریف ہے‘‘

(روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 598-601)

اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اپنی پنجوقتہ نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کریں، اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں اللہ اور اس کی حمد و ثنا کا ذکر ہمیشہ رکھیں۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظامِ خلافت سے نوازا ہے۔ لہٰذا ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہیے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہیے۔ یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور صرف یہی راستہ ہے جو ہماری جماعت کی ابدی ترقی کی طرف ہمیں لے جانے والا ہے۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہیے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔

آخر میں مَیں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ وہ تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی بیعت کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ ان شاء اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ اسلام کے پُرامن پیغام کی اشاعت کا ذریعہ بنیں گے اور اپنے ہم وطنوں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو اسلام کے سائے تلے لانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 18 جنوری 2025ء)

❁❁❁❁

بقیہ ذکر خیر از صفحہ نمبر 11

افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور مورخہ 6 دسمبر 1950ء کو مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَہٗ وَارۡحَمۡہُ وَاَدۡخِلۡہُ الۡجَنَّۃَ۔ آمین۔ آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان کٹک میں ہوئی۔ مذکورہ قبرستان میں آپ کی پہلی اہلیہ بھی مدفون ہیں جبکہ آپ کی دوسری اہلیہ سونگڑہ کے محلہ کوسبی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 11133 ہے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں زیر حوالہ 783 یادگاری کتبہ نصب ہے۔

بزرگان کا بیان ہے کہ مرحوم غریب پرور، ہمدرد، عبادت گزار و شفیق انسان تھے۔ آپ اپنوں اور غیروں میں بھی بہت مقبول رہے۔ آپ نے اپنے بچوں کو احمدیت و خلافت سے بہت اچھی طرح وابستہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

شادی و اولاد:

محترم سید عبدلمنعم صاحب مرحوم نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی زوجہ محترمہ سیدہ مطہرہ خاتون صاحبہ مرحومہ بنت محترم مولوی سید انعام رسول صاحب کٹکی مرحوم (1944ء تا 1875ء) امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کے بطن سے اخویم محترم سید فضل عمر صاحب کٹکی مرحوم (1922ء تا 1999ء) تھے۔ آپ کو بحیثیت مبلغ سلسلہ مقبول خدمات کی توفیق ملی۔

پہلی بیوی کی وفات کے بعد آپ نے سیدہ محترمہ خاتون صاحبہ مرحومہ بنت محترم حکیم مولوی سید عبدالحلیم صاحب عدم کٹکی مرحوم سے شادی کی جنکے بطن سے مندرجہ ذیل 3 بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔

(1) محترمہ سیدہ فریدہ خاتون صاحبہ مرحومہ زوجہ محترم سید عبید السلام صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ بھونیشور و سونگڑہ۔

(2) محترم اخویم سید محمد سرور صاحب مرحوم (1934ء تا 2020ء) ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان و صدر قضاء بورڈ قادیان۔

(3) محترم اخویم سید عبدالمصور صاحب مرحوم کٹکی سابق کارکن نظارت امور عامہ قادیان۔

(4) محترمہ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بیوہ محترم غلام محمود علی صاحب ٹی ٹی مرحوم بھدرک۔

(5) محترمہ سیدہ شاہدہ خاتون صاحبہ مرحومہ زوجہ محترم سید مذکر الدین احمد صاحب مرحوم سونگڑہ۔

(6) اخویم سید حفیظ احمد صاحب مقیم محلہ کوسبی سونگڑہ۔ (ولادت 1945)

اللہ تعالیٰ نے محترم سید عبدالمنعم صاحب مرحوم کے تینوں بیٹوں کو کسی نہ کسی رنگ میں خدمات دین کی توفیق عطا فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

Love for All Hatred for None

99493-56387

Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 12-19 June - 2025 Issue. 24-25

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے

جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے

بعض لوگ جو خود ساختہ عالم بن جاتے ہیں اور سوشل میڈیا پر غیر احمدیوں کے نام نہاد ملاں کے اعتراضوں کے جواب دینے لگتے ہیں ان کو اس چیز سے بچنا چاہئے

اگر ہم سوشل میڈیا پر ان جوابوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں اپنے سجدوں میں وہ درد پیدا کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جلد جوش میں آئے تو ہم بہت جلد اس سے بہت بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں، جو نتائج یہ لوگ اپنے جواب دینے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06؍جون 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل جہاں سوشل میڈیا کا فائدہ ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے وہاں بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج کل مخالفین جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی بیہودہ گوئی بھی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وہ جھوٹ اور غلاظت بکتے ہیں کہ احمدی کا دل چھلنی ہوتا ہے جنہیں سن کر اور پھر ردعمل میں بعض احمدی ان کے جواب غلط رنگ میں دے دیتے ہیں۔ نیت چاہے ان کی صاف بھی ہو تب بھی بعض دفعہ ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن کو غلط معنی پہنائے جا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے اس سے ایک احمدی کو بچنا چاہئے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ غلط زبان استعمال کریں یا اسے اس رنگ میں جواب دیں جس سے نادانستگی میں ہمارے منہ سے ایسے الفاظ نکل جائیں جو کسی بھی رنگ میں کسی کی بھی ہتک کا موجب بنیں اور اس سے فائدہ اٹھا کر مخالفین یہ کہتے رہیں کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا صحابہ رضوان اللہ علیہم کی توہین کرنے والے ہیں جبکہ ہمارے دلوں میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا جو مقام ہے اس کا تو کروڑوں حصہ بھی ان لوگوں کو فہم و ادراک نہیں ہے۔ ہمارا تو سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔ آپ ہی وہ خاتم الانبیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری نبی ہیں اور آپ کے ساتھی جو ہیں، صحابہ جو ہیں ان کے بارے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیشمار جگہ وہ کلمات فرمائے ہیں وہ باتیں کی ہیں کہ جو ان کی سوچ سے بھی بالا ہیں، جو ہمارے مخالفین بات کرتے ہیں۔

پس ہمارے دلوں میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی نہیں، یہ تو ہے ہی اور اس تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا، آپ کے صحابہ کا بھی بڑا مقام ہے اور اس بات کو ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے اور ایسی باتیں کرنے سے ہر احمدی کو بچنا چاہئے جس سے غلط تاثر پیدا ہو یا غلط تاثر پیدا ہونے کا کسی بھی رنگ میں اندیشہ ہو۔ اور اگر کوئی احمدی ہو کر ایسی باتیں کرتا ہے جس سے کسی بھی طرح غلط مطلب نکلتا ہو تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کو بدنام کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

تم نے صبر کرنا ہے اور ہمیشہ صبر دکھانا ہے ایک جگہ آپ نے فرمایا یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ان پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مقام سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں۔ یہ کمینہ پن اور اوچھے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کوئی جواب نہیں ہے تو یہ لوگ صرف گالیاں دینا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کفر کے فتوے لگائیں جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوگا۔ جو کوشش کرنی ہے تم نے کر لو لیکن اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے آخری فیصلہ تو نظر آ جائے گا کس کے ساتھ ہے۔ فرمایا کہ میں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو اصل کام جو خدا نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے اس لیے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اس نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہو جاتے ہیں اس لیے تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

پس یہ وہ سبق ہے جسے ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور یہ جو خود ساختہ بعض لوگ عالم بن جاتے ہیں اور سوشل میڈیا پر جواب دینا شروع کر دیتے ہیں غیر احمدیوں کے جو نام نہاد ملاں ہیں جو اعتراض کرتے ہیں ان کے اعتراضوں کے جواب دینے لگتے ہیں ان کو اس چیز سے بچنا چاہئے اور اگر جواب تلاش کرنے ہیں تو علماء سے، جماعت کا گہرا علم رکھنے والے جو جماعتی لٹریچر سے اچھی طرح واقف ہوں ان سے پوچھا جائے اور اس کے جواب ایسے دیئے جائیں جو واقعی ٹھوس ہوں اور ان کے دلیلوں کو ان کے الزاموں کو رد کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جو تعلیم ہے جو حقیقت میں صحیح اسلامی تعلیم ہے اس پر عمل کریں ورنہ آپ لوگ جماعت میں رہ کر پھر جماعت کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریروں کے شر سے بچائے اور ان لوگوں کو بھی عقل دے جو جھوٹی غیرت دکھانے والے ہیں اور بعض دفعہ بلاوجہ بعض الفاظ استعمال کر کے فتنہ و فساد کو پھیلانے کا موجب بن جاتے ہیں۔ اگر ہم سوشل میڈیا پر ان جوابوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں اپنے سجدوں میں وہ درد پیدا کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جلد جوش میں آئے تو ہم بہت جلد اس سے بہت بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں، جو نتائج یہ لوگ اپنے جواب دینے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہر احمدی کو اس چیز سے بچنا چاہئے کہ کبھی ایسی باتیں نہ کریں جو دشمن کو بلاوجہ یہ موقع دے کہ احمدی نے یہ کہہ دیا اور وہ کہہ دیا۔ ہمارے اخلاق بہت بلند اور بہت بالا ہونے چاہئیں اور جس کے اخلاق بلند نہیں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا نہیں کیا۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں ہر ایک اپنا جائزہ لے سوچیں اور بجائے غلط قسم کے جوابوں کے دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے شر ان پر الٹائے اور اس سے بچائے۔

❁❁❁❁

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad